

”وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا“ (العزل: ۴)

آپ قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر (باتجوید) پڑھا کریں۔

فوائد مکیتہ

مؤلفہ

حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مکی رحمہ اللہ

مع

حواشی مرضیہ

علامہ قاری ابن ضیاء محبت الدین احمد

مکتبہ الرشیدی

کراچی - پاکستان

وَذَقِلَ الْقُرْآنُ تَرْجُمَانًا (اعرمز: ۴)
 اور آپ قرآن کو خوب سمجھنے پر (باجوید) مجبور کریں۔

فوائد مکیتہ

مؤلف

حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب مکتبہ الشریعہ

مع

حوائی مرصیہ

علامہ قاری ابن ضیاء محبت الدین احمد



مکتبہ الشریعہ

کراچی - پاکستان

ترتیب کا نام : خورشید مسک
 مؤلف : حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب قلمی دہلوی
 تعداد صفحات : ۳۳۰۰
 تعداد اجرت : ۶۲
 سال شاعت : ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء
 نمبر ایف ڈی : ۲۰۰۷
 نمبر : ۳۳۰۰

چودھری عمر علی رونی وقف (رجسٹرڈ)

Z-3، اورینٹل گلوبل انڈسٹریز جوہر، کراچی - پاکستان

++92-21-4023*13

++92-21-4620864

al-bushra@cyber net.pk

www.ibnabbasaisha.com

مکتبہ علمیہ، عوامی ٹاؤن، کراچی - پاکستان

++92-21-4918946, ++92-333-3213290,

++92-321-2242415

مکتبہ الحرم، نوروڈاں، لاہور - پاکستان

++92-321-4399313

اور تمام مشہور کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

فہرست کتاب

نمبر	موضوع	صفحہ
۱	مقدمہ تعارف	۵
۲	مقدمہ الکتاب	۷
۳	باب اول	۱۰
۴	فصل اول	۱۵
۵	فصل ثانی	۹
۶	فصل ثالث	۲۲
۷	فصل رابع	۲۳
۸	فصل خامس	۲۷
۹	فصل ششم	۳۵
۱۰	فصل ہفتم	۳۸
۱۱	فصل ہشتم	۳۳
۱۲	فصل نہم	۳۲
۱۳	فصل دہم	۳۲
۱۴	فصل یازدہم	۳۵
۱۵	فصل بارہم	۳۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	باب سوم	
۱۶	فصل اول	۳۹
۱۷	فصل ثانی	۴۱
۱۸	فصل ثالث	۴۳
۱۹	فصل رابع	۴۹
	خاتمہ	
۲۰	فصل اول	۵۴
۲۱	فصل ثانی	۵۷
	قرآن مجید پڑھنے کے آداب	۵۹

مختصر تعارف

قاری عبدالرحمن مکی بنوریہ

عجمی نوٹ ہو، خصوصاً برصغیر پاک و ہند کے لوگوں نے اسے قرآن کریم تجوید اور قرأت کے ساتھ پڑھنا ایک مشکل کام ہے۔ بنظر تعوی علامہ مکرّم قرأت کے ماہرین نے اس فن میں قیامت کی کوئیاں کے لوگوں کے لیے قرآن کریم پڑھنا ایسا آسان ہو گیا، جیسا کہ اہل عرب پڑھتے ہیں۔ قیامیہ میں شہرت رکھنے والے مولانا قاری عبدالرحمن فرخ آبادی بھی ان مایہ ناز قرّاء و مفسرات میں سے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان میں اس علم کی آب پاری کی، لہذا ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ کا مختصر تعارف تواریخ کرام کے سامنے آجائے۔

نامہ اور چنے پیداہش عبدالرحمن، والدہ محمد بیہ، خان جو کہ شیخ طیشو، متعلق وقت اور ماہ رمضان تھے۔ آپنی وطن قائم تھے، چاہے ضلع فرخ آباد کا ایک قصبہ ہے۔

تعلیم و قرأت: آپ نے اپنے والد صاحب اور بڑے بھائی قاری عبداللہ صاحب کے ساتھ مکہ مکرمہ ہجرت کی، وہاں پر بھائی سے علم تجوید و قرأت کی تحصیل کر کے ہندوستان آئے، اور کانپور میں مولانا احمد نسیم صاحب کے مدرسہ میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

درس و تدريس: اسی مدرسہ میں کئی سال تک قرأت کے مدرس رہے۔ پھر آپ کو شیخ عبداللہ رحیم الدّیوبہ مدرسہ احیاء العلوم الّیّابادے آئے۔ جہاں پر آپ سال بہ سال تک

درس اتمہ میں فرماتے رہے۔ جس سے یہ مدت طویل عرصہ تک علم قرآن کا مرکز رہا۔
 مشہور عالم دہ آپ کے کثیر تعداد میں شاگرد ہوئے۔ ان میں مشہور مولانا قاری ضیاء الدین
 احمد صاحب اور مولانا قاری عبدالوحید صاحب ہیں۔

وفات: کچھ شخص کی وجہ سے مولانا عین القضاء رحمۃ اللہ علیہ کے چلانے پر آپ الہ آباد سے
 مدرسہ خالیہ فرقانیہ (لکھنؤ) تشریف لائے، دو سال کے قیام کے بعد ایک ہفتہ علیل رہے اور
 ۱۳۴۹ھ کو رحلت فرما گئے۔

آپ کے تصانیف میں سے ایک ”فوائد مکیہ“ اور دوسری ”الفضل القدیر“ (جو
 علامہ شطیہ ربیع علیہ کے قصیدہ راییہ کی نہایت تحقیقات شرح ہے) مشہور ہوئیں۔
 حواشی فوائد مکیہ: ”تعلیقات مالکیہ“ از مولانا قاری عبدالماک صاحب علی گڑھی،
 ”حواشی مرضیہ“ از مولانا قاری حافظ محبت الدین احمد بن قاری ضیاء الدین احمد الہ آبادی۔

مکتبۃ البشری

۸ شوال ۱۳۲۸ھ

مقدمۃ الکتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ

الْمُرْسَلِیْنَ سُبْحٰنَا وَنُبِّیْنَا وَغِیْبُجِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ

وَآلِہٖ سَاطِیْہٖ وَآزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

جاننا چاہیے کہ قرآن مجید کو قواعد تجوید سے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اگر تجوید سے قرآن مجید نہ پڑھا تو پڑھنے والا خطا وار کہلائے گا۔ پھر اگر ایسی غلطی ہوئی کہ ایک حرف دوسرے حرف سے بدل گیا یا کوئی حرف گھٹا بڑھا دیا گیا یا حرکات میں غلطی کی یا ساکن کو متحرک یا متحرک کو ساکن کر دیا تو پڑھنے والا گمراہ گار ہوگا، اور اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے لفظ کا ہر

... وہ مضامین ضرور یہ جو کتاب کے تعلقات سے ہوں اور صورت و آسانی کے لیے مقصور سے پیچ ہوں کیے جائیں، ان کو "مقدمۃ الکتاب" کہتے ہیں، اور یہ مقدمہ عام اور خاص ہے خاص مقدمۃ انعم کو بھی جس میں طبعی تشریف، موضوع، غایت، بیان کی جائے۔ انعم میں سیّد مصطفیٰ الدین احمد علی مد

ع سب سے پہلے تجوید کا حکم بیان فرمایا پتا نہ چلا کہ جڑی بیجہ فرماتے ہیں ع

وَالْاُخْرٰی بِالسُّجُوْدِ خُتْمٌ لَّازِمٌ

یعنی تجوید کا خاص کرنا نہایت ضروری ہے جو غلطی واجب ہے۔

کے بعد اعلیٰ اللہ تعالیٰ: وَرَبِّی الْقَوَّانِ تَرْجَمًا: (سورۃ مزمل: 4)

یعنی تجوید کا حکم بیان کرنے کے بعد اس کی تاکید بیان فرمائی جیسا کہ علامہ جڑی بیجہ فرماتے ہیں ع

فَمَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقَوَّانِ اَبَسَمَ

یعنی جو شخص قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گمراہ گار ہے۔

حرف مع حرکت اور سکون کے ثابت رہے صرف بعض صفات جو تھمیں حرف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور غیر متیزہ ہیں۔ یہ اگر ادا نہ ہوں تو خوف عذاب اور شہید کا ہے۔ پہلی قسم کی غلطیوں کو انہیں ہیں اور دوسری قسم کی غلطیوں کو "نہن" کہتے ہیں۔

تجوید کے معنی ہر حرف کو اپنے خرّیج سے مع بعض صفات کے ادا کرنا۔ اس کا اور معنی

اس سے مراد "صفات لازمہ غیر متیزہ" ہیں، مثل: (مداح، کی، صفت، استعلاء، کے، یا، ا، ط، و، کی، صفت، طباق، ریم، نے، صیر، م، صفت، تیسری سے ساتھ، غوا، بیان، غایا، کو، اور غیر متیزہ ہیں) باقی صفت، ما، صر، کی، قسم، غیر متیزہ، اس کتاب میں برائی نظر سے نہیں گزاری۔ واللہ اعلم بالصواب

یہ بھی جہد، منبع کل، اس سرہ کے پانچ طرز ہیں فرق، ادھان، اچانے، مو، دانی، بانہ، دانی، اس قسم کی معنی اور غلطیوں میں اس "بہت" ہے۔ ان "نہن" ہیں۔

نہن کی صفات غیر متیزہ یا صفات حادثہ ادا کرنا، اس قسم کی غلطیوں کو وجہ دوم و تیسری غیر متیزہ کہہ سکتے ہیں۔ اس حدیث میں کہ "نہن" کہتے ہیں یا ان کی غلطی اور غلطی علمی سمجھ کر اس کی صحت سے لاپرواہ کرنا، جہاں غلطی ہے۔

تجوید سے سمجھنا، یہ ہے اس کی عبارت سے قرآن کریم، "و انی انوں کے پانچ پانچ، ایک، دو، قرآن مجید تجوید کی لئے، نحو، ادا، صحت، میں، اگر، غلط، کرے، تو، غلط، ہے۔"

لا تدرہ الا انہ انزلوا وحکما منہ الیہا و صلا

ہی قرآن مجید و ہذا صحت تجوید پر مبالغہ نہیں کرنا ہے جو کرنا نہیں۔

جو جس جگہ سے صحیح حرف آتا ہے اس کی "نہن" کہتے ہیں۔

اس میں اس انداز سے حرف صحیح آتا ہے اس کو "صفت" کہتے ہیں، اور صفات مع صفت کی ہے، ان کے ساتھ اس لیے بیان کیا کہ ایک ایک حرف میں کئی کئی صفتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً: (یا میں جہد، ندا، استقلال، انہن، غفلت، پانچ صفت پائی نہیں۔ صیر، اور صفات سے بیان لاری، صیر سے معلوم ہوگا۔

یہ جس سے صحت کسی صحت میں بیان کیے جائیں، وہ اس صحت کا "موضوع" ہوگا۔ مثلاً: صحت تجوید میں صحت کے خلاف اور صحت سے صحت کی بات ہے۔ تو اس وقت صحت کی کلمہ تجوید کا موضوع کہہ دیا جائے گا۔

حروف تہجی نہ غایتِ فصیح حروف ہے، اور خوش آوازی سے پڑھنا، امرِ زائد مستحسن ہے اور قواعدِ تجوید کے خلاف نہ ہو، ورنہ مروجہ ہے اگر لُحْنِ فُحْلی لازم آئے، اور اگر لُحْنِ عُلّی لازم آئے تو حرام منوع ہے۔ پڑھنا اور سننا دونوں کا ایک حکم ہے۔

اگر کسی کام کے کرنے پر برحقہ و فائدہ و سبب ہوتا ہے اس کو "غایت" کہتے ہیں، مثلاً: تجویز کے ساتھ پڑھنے سے فصیح کلام آتا، سوئی، جہادِ غایت تجویز میں بائیں کی۔ اور اگر اس صحیح سے غرض ثواب ہو تو وہ ثابلاً اللہ ثواب بھی ملے گا۔

اس میں خوش آوازی تجویز کے قواعد اور غرض و فائدہ سے خارج ہے اگرچہ امرِ مستحسن ہے، وجہ کہ حضور و کرم لہجہ کیا فرماتے ہیں: "وَلْيُتْلُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاهِهِمْ" یعنی اپنی آوازوں سے قرآن مجید کہہ سکتے وہ۔ چمک بہت سے لوگوں نے خوش آوازی کو تجویز کا موقوف بنا کر قرار دیا، لکھا ہے یہاں تک کہ ہم تجویز کا مسئلہ نہیں لے کر کہ ہماری تہذیب اتنی نہیں، یا ان لوگوں میں امرِ غرضِ خوش آوازی نہیں ہے، ان کو باوجود بھی پڑھنے سے اٹھوں کرتے ہیں، یا بعض خوشی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، اور تجویز کا خیال نہیں کرتے اس لیے فرمایا کہ خوش آوازی سے یہ منہ باندھو و مستحسن ہے، اور بھی اس شرط کے ساتھ بظ کو لُحْنِ عُلّی لازم نہ آئے، نہ حرام ہے، اور اگر لُحْنِ عُلّی واجب لُحْنِ فُحْلی، زہد ہے تو مکرہ ہے۔ لکھا ذکرِ شیخنا المعصف بالحق:

اس میں کسی طرح میں بھی کے ساتھ پڑھنا حرام ہے اسی طرح لُحْنِ عُلّی کا سننا بھی حرام ہے، اور اس طرح لُحْنِ فُحْلی کے ساتھ پڑھنا مروجہ ہے اسی طرح اس کا سننا بھی مکرہ ہے، یہ حال فعلِ ماضی اور تہجی سے ہوا نہایت ضروری ہے۔

باب اول

فصل اول: استعلاؤ کا اور بسملہ کے بیان میں

قرآن مجید شروع کرنے سے پہلے "استعلاؤ" ضروری ہے اور الفاظ اس کے یہ ہیں اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ شروع اور طرح سے بھی ثابت ہے کہ یہ ہے اَعُوذُ بِاللّٰهِ سے استعلاؤ ادا کیا جائے۔ اور جب سورت شروع کی جائے تو بسم اللہ کا پڑھنا بھی

اس میں اچھا قسم کے مامور مصلحتی ہے۔ اس میں "باب" لکھے ہیں۔

باب اول: "استعلاؤ" کے بیان کے بعد "استعلاؤ" کے بیان میں لکھے ہیں۔ اس میں "باب" لکھے ہیں۔

اس میں لکھا ہے کہ اگرچہ شیطان سے بچنا ضروری ہے لیکن "استعلاؤ" اس کے بعد ہی پڑھنا چاہیے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

اس میں لکھا ہے کہ اگرچہ شیطان سے بچنا ضروری ہے لیکن "استعلاؤ" اس کے بعد ہی پڑھنا چاہیے۔

اس میں لکھا ہے کہ اگرچہ شیطان سے بچنا ضروری ہے لیکن "استعلاؤ" اس کے بعد ہی پڑھنا چاہیے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

اس میں لکھا ہے کہ اگرچہ شیطان سے بچنا ضروری ہے لیکن "استعلاؤ" اس کے بعد ہی پڑھنا چاہیے۔

اور "استعلاؤ" کے بعد "استعلاؤ" پڑھنا چاہیے۔

اس میں لکھا ہے کہ اگرچہ شیطان سے بچنا ضروری ہے لیکن "استعلاؤ" اس کے بعد ہی پڑھنا چاہیے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

اس میں لکھا ہے کہ اگرچہ شیطان سے بچنا ضروری ہے لیکن "استعلاؤ" اس کے بعد ہی پڑھنا چاہیے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

تہایت ضروری ہے سوائے سورۃ براء کے اور اوساط اور اجزاء کی اختیار سے پیارے

١٤ عن أبي حنيفة ان رسول الله ﷺ فرأى الله الرحمن الرحيم في أول المصاحفة في
الصفحة وعندها آية أيضاً فهي آية أنزلها مسجلة ما بها في إحدى التحروف السبعة المفعلي على
نوازلها وعليه ملكت من القرآن السبعة ابن كثير وعاصم والكلابي فيقولون ما بها على
من القرآن أول كل سورة ومن الانحاف في القرآن الأربعة عشر اقل اية ثمانية من كل
سورة وهو قول ابن عباس وابن عمر وسعيد بن جبلة وأبو هريرة وعطاء وعبد الله بن مبارك
وعلي بن قيس السجستاني والكوفي والقيس وأبو الفوارس السجستاني من مائة الف في
الوقف والأبواب والحاصل ان الشكر حمدوا حال حال الأول والمسلمين أحذر
مالا من المؤمنين ولا يحصى فلو دلت المسلمين لاسمع مع كتابه السبعة في أول كل
سورة إحصاء من الصحابة ابن خراش الشافعية لملا على قاري ثم أتبعه مؤلفوه
بفعله آية من كل سورة وسون براء وفعله غير قليل من كثير المعاني شرح حرر الامامي
قال السجستاني بتسليم الشافعي واتفق القرآن عليها في أول المصاحفة كما في كثير وعاصم
والكلابي يقولون ما بها من كل سورة والضوابط ان كل من الفوائد في وانها آية
من القرآن هي بعض القراءات وهي قراءة الذين يفتنون بها بين السور والى ليست آية غير
فإن من لم يفتن بها بالشكر في القراءات العشر للامام من التحري في

[illegible]

(۱) فصل کل (۲) وصل کل (۳) فصل اول وصل ثانی (۴) وصل اول فصل ثانی۔

جب ایک سورت کو ختم کر کے دوسری شروع کریں تو تین صورتیں جائز ہیں اور چوتھی صورت جائز نہیں۔ یعنی فصل کل اور وصل کل، اور فصل اول وصل ثانی جائز ہے، اور وصل اول فصل ثانی جائز نہیں۔

فائدہ: امام مہتمم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نقلی روایت تمام جہان میں پڑھی جاتی ہے اس لئے یہاں بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے تو اس لحاظ سے جس سورت کو توری اخیر بسم اللہ پڑھے گا تو وہ سورت امام مہتمم رحمہ اللہ کے نزدیک ناقص ہوگی، ایسے ہی اگر سارا قرآن پڑھا جائے تو یہ بھی درمیان قرأت شروع یا سورت میں نہیں ہی سمجھا جائے گی، جیسا کہ کتاب میں مذکور ہے، اور اگر ابتدا و قرأت درمیان سورت سے ہو تو بسم اللہ پڑھنے کی صورت میں چاروں دیکھا جائے گی، لیکن شروع میں شیطان کا نام ہو تو وصل جائز نہیں، مثل المشیط بعد ثکم القہر اور تو بسم اللہ پڑھی جائے تو اشتداد کا وصل فصل دونوں جائز ہیں لیکن شروع میں اللہ پاک کا کوئی نام ہو تو اشتداد کا وصل نہ کرے، مثل اللہ هو، اللہ الذی یحیی و المیت۔

یہ کیونکہ بسم اللہ کا شروع سورت سے تعلق ہے اس وجہ سے بسم اللہ کا وصل آخر سورت سے اور فصل شروع سورت سے جائز نہیں، یوں کہ امام مہتمم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔۔۔

وہلما فصلها مع الواجب مؤثر و لا یفید المنع فیہا فصل

یعنی جب کہ بسم اللہ کا ختم سورت سے وصل کیا جائے تو یہ بات کہ اس وقت بسم اللہ پڑھا کر شادی میں جائے، کیونکہ یہ بسم فصل کے بسم اللہ کا شروع سورت میں نہ پڑھا کریم ہے۔

یہ اس وجہ سے کہ امام مہتمم صاحب رحمہ اللہ عمر قرأت میں امام مہتمم رحمہ اللہ نے تأویہ ہیں، لہذا وہاں قرأت روایت کے خلاف قرأت امام مہتمم رحمہ اللہ کی اور روایت خاص روایت کی پڑھتے ہیں، اور چونکہ روایت خاص بھی قرأت سیدہ امینہ میں سے ایک قرأت ہے، اس لئے اس کے موافق قرآن شریف میں نقلے، اعراب وغیرہ نقلے ہیں، اس سورت کی وجہ سے شوافع وغیرہ بھی انہیں کی قرأت پڑھتے ہیں۔

جتنی باتوں میں بسم اللہ نہیں پڑھی ہے حتیٰ آیتیں قرآن شریف میں پڑھیں ہوں گی۔
 لہذا اگر وہ میان قرأت کے کوئی مقام چھوڑ کر چلا گیا اگرچہ سلام کا ہر آپ ہی کسی کو دیا ہو تو پھر
 استعاذہ و غیرہ مانا جائے۔

نہ صرف قرأت جبریہ میں استعاذہ و غیرہ کے ساتھ ہونا چاہیے اور اثر بہت سے یا دل میں
 استعاذہ و غیرہ کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (فصل کا قول ایسا ہے)

۱۔ اگرچہ مطالبہ ہے کہ بسم اللہ ویرسرت کا قراءہ کرنا امر قطعی نہیں ہے نہ جہتین و نہ خلاف کے اختلاف ہے اور نہ
 جہتین کے مائل ہیں اور شافعی جہتین ویرسرت کے خلاف ہیں اسے ہی دلیل بخیر و معہ اور مسلمانی مستثنائی
 طرف تہمت انتقاد اور جہتین کا قراءہ امر قطعی ہے قطعی نہیں کیونکہ کتب تہمت اور قرأت کی کتابوں میں جن نے
 مؤرخین نے قطعی لکھا ہے ان کا قول ہے کہ یہ قراءہ ویرسرت ہے کامل ہے اور ان قراءہ کے روایت انتقاد
 جہتین ویرسرت کی نظر نہیں آتی۔ لیکن بسم اللہ کی روایت ان قراءہ کے قطعی ہے اور ائمہ نزدیک و
 مسئلہ قطعی ہے طواف سے ان کا قطعی نہیں۔

۲۔ کتب قرأت میں بخیر و مکمل بیان کیے ہوئے ہیں اور روایات کے تحقق میں ائمہ علماء میں روایت قطعی کی
 پابندی کی ہے اور جہتین ویرسرت کے مائل اند کے تحقق میں اپنا انہیں کو ترجیح دینا ہے۔ لہذا میں
 ائمہ انہم صاحب روایت کی تہمت و لایب ہے۔ لہذا اختلاف ہے و یہ آیت انہم علیہن و انہ بسم اللہ
 انہم علیہن ویرسرت کے ساتھ بسم اللہ ویرسرت کے ساتھ قراءہ ویرسرت کے ساتھ قراءہ کا جواز ہے۔ لہذا میں
 میں ایک جگہ کہیں بھی قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں
 قطعی قرأت کے خلاف نہیں ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں

یعنی اختلاف قرأت کے کوئی بات نہ ہوگی اور میں نے کہہ لی تھی کہ اختلاف قرأت میں کوئی بات ہے۔ لہذا میں
 قرأت میں نہایت بھی پایا گیا تو اختلاف ویرسرت کے ساتھ قراءہ ویرسرت کے ساتھ قراءہ کا جواز ہے۔ لہذا میں
 کا یہ باتیں اگرچہ ہمہ قسم قطعی کی طرف سے سکتا ہے اور قراءہ ویرسرت کے ساتھ قراءہ کا جواز ہے۔ لہذا میں
 روایت کے ساتھ قراءہ ویرسرت کے ساتھ قراءہ کا جواز ہے۔ لہذا میں

۳۔ بعض مفسرین اس کو قراءہ ویرسرت کے ساتھ قراءہ کا جواز ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں
 مائل ہیں۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں
 پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں قرأت میں پڑھا ہے۔ لہذا میں

فصل ثانی: مخارج کے بیان میں

مخارج مروجہ کے چار ہیں۔

(۱) قسطنطینی حق اس سے ا، ج، د، ٹھٹھے ہیں۔

(۲) اوسط صق اس سے ی، ع، ح، ٹھٹھے ہیں۔

(۳) قسطنطینی طلق اس سے ی، ع، ح، ٹھٹھے ہیں۔

(۴) اقصی لسان اور اوپر کا تالو اس سے قی نکلتا ہے۔

(۵) مختلف کے مخارج سے ذرا حصہ کی طرف بہت کر اس سے ک نکلتا ہے۔ ان دونوں حروف کو
یعنی قی، ک کو مرکب کہہ کر کہتے ہیں۔

(۶) کوسم لسان اس سے ج، ح، ی، ع، ٹھٹھے ہیں۔

(۷) حلقہ دہان اور ذرا اوپر کی جڑ اس سے ح، ی، ع، ٹھٹھے ہیں۔

(۸) طرف لسان اور دانتوں کی جڑ اس سے ل، د، و، ٹھٹھے ہیں۔

(۹) انوک زبان اور ثانیہ ملیا کی جڑ اس سے ط، ذ، ب، ٹھٹھے ہیں۔

(۱۰) قوس زبان اور ثانیہ ملیا کا کنارہ اس سے خ، د، ث، ٹھٹھے ہیں۔

(۱۱) قوس زبان اور ثانیہ مستقل کا کنارہ مع اتصال ثانیہ ملیا کے اس سے س، ز، ص، ٹھٹھے ہیں۔

(۱۲) نیچے کا لبہ اور ثانیہ ملیا کا کنارہ اس سے ف نکلتا ہے۔

(۱۳) اوپر لہوی لب اس سے م، ہ، ز، ٹھٹھے ہیں۔

افراد کے حسب ذیل الفاظ اور حصہ دھڑکن یا ف سے اس وجہ سے تلف کو بھی حصہ کے ساتھ بیان
فرمایا چونکہ الفاظ خارج حصہ صق سے نکلتا ہے اس وجہ سے میں دھڑکیا "نہیں کہتے بلکہ "ہوق" کہتا ہوں
کہتے ہیں۔ صرف صق اور حروف کو کہتے ہیں تو باطنی صق کے مخارج صق سے کہتے ہیں۔

(۳۰) ضمیمہ: اس کے مذکورہ ہے، مگر اس کے "توں مخفی" اور "مغم بادعہم ناقص" ہے۔

فائدہ یہ مذہب لڑاء وغیرہ کا ہے اور سیویہ کے نزدیک سولہ تخریج ہیں انہوں نے (ر) کا تخریج حافظ لسان، س کے بعد (ن) کا تخریج کہا ہے، اس کے بعد (ز) کا تخریج ہے۔ اور ظلیل کے نزدیک سترہ ہیں، انہوں نے (ل، ا، ن) کا تخریج جدا جدا رکھا ہے اور حروف علت جب مذکوروں ان کا تخریج جوئے کیا ہے۔

نہ مخفی بضم المیم وفتح الفاء صحیح ہے یعنی وہ قد جوازا اور اطلاق تائیں حالت میں بقدر ایک الف بھتا ہے اس کا "حرف غلی" کہتے ہیں۔

لے مخفی و او اور یا چونکہ الف پیش حرف مذکور ہے۔

جر یعنی ۱۰-۱۱ اس کے پیچھے پیش اور بائے تائیں سے پہلے زیر ہو، داتی الف ہمیشہ رکن و مخفی زیر ہو جاتا ہے لیکن جب مصرعہ شکل الف تائیں، قس زیر ہوگا تائیں الف پر براہ ضرور ہوگا اور جھکے سے براہ اب تائیں تائیں، الف اور مصرعہ میں ملتی فرق ہے۔

سماعی واندہ اپنے ہی تخریج کے ہدف سے روئے مذہب نے تخریج کے ہدف سے اس طرح اوڑھتے ہیں کہ تخریج کا تحقق نہیں ہو، بلکہ تخریج الف نے واندہ اور یے مذہب بھی ہوا پر تمام ہو جاتے ہیں جیسا کہ علامہ جزیری انتہاء فرماتے ہیں۔

فَالْفُ الْخَوَافُ وَالْخَوَافُ وَهِيَ خَسَوْفٌ مِثْلُ لَسُوْءٍ، لَفْظِهِ

۱۵، فائدہ یہ اختلاف تخریج ۱۰۱۳، ۱۷ کا اصلی اختلاف نہیں ہے۔ خواہ سے ا، ن، و، میں قرب کا لحاظ کر کے فیک تکرر دیا۔ سیویہ اور ظلیل نے قرب کا لحاظ نہ کرتے، بلکہ تخریج میں ایک کا بیان کیا، جیسا کہ متفقین کا قول ہے کہ ہر حرف کا تخریج مجدد ہے کہ نسبت قرب کی وجہ سے ایک شمار کیا جاتا ہے، بلکہ الف میں حرف مذہب کا تخریج ظلیل نے جوئے کیا ہے، خواہ وہ اپنے مذہب اور مصرعہ کا ایک ہی تخریج کیا ہے تخریج ہدف مذکور نہیں کیا، اس میں تحقیق یہ ہے کہ الف اگل برائی حرف ہے اس میں اتحاد صوت کا کسی جزء میں نہیں جاتا، وہی دانی لڑاء، سیویہ نے مجدد و تخریج نہیں تھا، یعنی اس کا تخریج کیا، ہے اور حرف (و) اور (ی) جب مذہب میں تو اس وقت اتحاد صوت کا زمانہ دقتیں پر نسبت ضعیف ہوتا ہے، مگر ہونا ضرور ہے، تو لڑاء و سیویہ نے اس کا ضعیف کیا ہے۔ مگر وہ مصرعہ کے تخریج میں فرق نہیں کیا، ظلیل نے ضعیف ہوتے کا لحاظ کر کے ایک "تخریج حرف" نام نہ کیا ہے۔ =

[illegible]

جواب یہ ہے کہ چونکہ صفت غنیہ کا خراج سب عیال کے لئے ہے اور یہی ان کے لئے انعام ہے۔

دوسرا شب، یہ وقت ہے کہ ان عقائد اور فرائض اور مطلقاً تمام شدہ اور باقی میں صورتوں میں اضافی طور پر سے نکلے ہیں جبکہ ان کو خارج تو نہیں، علوم سماج، اس کو۔

جواب: یہ ہے کہ صحیح اصلی نوا میں داخل سے اور ضمیمہ کو بھی جاکر یہ ملی وہی انداز ہاں نا ہو۔

[illegible]

۱۱) حرف کی طرف شامل قادی بھیجے۔ نیے، اے ٹنگی ہے کہ "خفت" حصہ علی مقطع محقق اور مقدر۔
محقق محقق اور مقدر اور وہ بیان کیا۔ مرقع مقدر اور وہ بیان کیا۔ "لا عمل بمقعد" میں
محقق اور مقدر کی ہے۔ جیسا کہ آئے کی عبارت ہے۔ "علیہ درجہ کا۔"

= ثانی اہل قاری نے یہی کی عبارت سے بھی کل اسانید سے روئے گئے ہیں۔ "وإن الشُّونَ وَالْمُخَصَّافَ مَرْخَجَةٌ مِنْ مَخْرَجِ الْعَذَابِ وَمِنْ تَخْلُفِ الْقَصْفَةِ فِي تَحْقِيقِ الْكَمَالَاتِ"۔ "تحقیق القصة" کے معنی وجود و عباد اور ان کا خزانہ فیثوم ہے، قیب ماقلا۔

ثالثاً امام بزرگ صاحب "المشرفہ القدرات العشر" میں لکھتے ہیں: "السُّخْرُجُ السَّبَاعُ عَشْرُ: الْخُفْرُ، وَهُوَ الْفُتَّةُ وَيُحْيَى تَكُونُ فِي الشُّونِ وَالْبَيْمِ الْكَثِيرِ حَالَةَ الْإِخْفَاءِ وَتُؤَدِّي لِحُكْمِهِ مِنْ لَا دُعَاءَ مَالِكَةٍ فَإِنَّ مَخْرَجَ حَبِذِ الْمَرْفُوعِ يَخْتَلِفُ فِي هَذِهِ الْمَسَانَةِ عَنْ مَخْرَجِ الْأَعْيُنِ عَلَى الْقَوْلِ الْمَضْبُوحِ كَمَا تَحْتَوِي مَخْرَجَ حُرُوفٍ مُتَعَدٍّ مِنْ مَخْرَجِهَا إِلَى الْمَعْرُوفِ عَنِ انْضِبَابِ "بِجَرِّ آدَمِ" أَحْكَامِ الشُّونِ الْمَاكِةِ وَالشُّونِ "نِسْبَتِ" میں لکھتے ہیں: "الْأَوَّلُ مَخْرَجُ الشُّونِ وَالشُّونِ مَعَ حُرُوفٍ لَا تَقْضَى الْحَمْسَةُ عَشْرَ مِنَ الْخُفْرِ لَفْظٍ - وَلَا عَطْفٌ لَهَا مَعَهُ فِي الْقَدِّ لِأَنَّهُ لَا يَعْمَلُ لِلْمَسَانِ قِسْمًا كَمَا يَحْتَمِلُ مِنْهَا بِطَرِيقٍ وَتَذَكُّرًا بِعَلَّةٍ" اس سے معلوم ہوا کہ قیادی ہے "ظن کل ان میں"۔ لیکن اظہار اور انعام یافتہ میں جو عمل ہے یہ نہ ہی نہیں۔ اب کو قول لے کر ماقلا اور تہذیب کے مابین تو لا غفلت کھمبلہ مع ماہدہ غفلان بغیر اس کے عارض ہوگا پندرا قول سے توجہ دیکھنا اس میں اس طرف پر کہ قول میں بحال الیہ دونوں کو دخل سے مگر تو ان خط میں بہ نسبت دون مشدہ کے ساتھ کہ بہت نہ دیکھ رہے۔ مختلف توجہ شدہ، و غم بغیر ہم مشدہ، و کلام کے کہ اس میں اسان و اند نو یاد میں جس ہے۔ ایک بات اور یہاں سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ حق میں اسان نو کیا جس بھی نہ ہو جیسا۔ نوں ہم مشدہ میں ہوتا ہے۔ اور نہ بعد سے صرف کے مخرج پر عہدہ ہیرہ کہ (وادی، الہ۔ وادی، عاصی، عاصی) انعام یا اندر اتحاد ہوتا ہے۔ چونکہ ان حرفوں میں ادغام یا بعض کی صورت یہ ہے کہ حروف کے مابعد کے حرف سے پہلے احوال حرف کو ان کے مخرج سے نہ سمجھ سکتی تھیں کہ وہ اگر ہیں، اس میں جو ہے اس میں نہ دی، وال، (و) میں غم بغیر ہوتا ہے اس کو صرف کے ساتھ کسی نے تعبیر نہیں کیا، کیونکہ یہاں واسطہ ہوں باطل انعم ہوئی ہے اور واسطی مخرج سے کچھ متعلق رہا ہے۔ صرف غنہ ہوتی ہے جس کا کل فیثوم ہے۔ مختلف نوں قادی کے کہ اس کی طرف سے ہوتی ہوتی ہے "مخرجہ سنی" مخرج من الخیشوم ولا عین لیسانہ و لا تہذیب حرف، حرفہ۔" اب امام بزرگ صاحب نے اس سے بھی عبارت ہو کر ان۔

شہید کے آٹھ حروف ہیں جن کا مجموعہ ا ح ذ ق ط ی کٹ ہے، ان کے تلوٹ کے وقت آواز نکلتی ہے۔

پانچ حروف متونظ ہیں جن کا مجموعہ لینی عنصر ہے، ان میں واکش آواز بند نہیں ہوتی۔ باقی حروف ماسوا شہید و متونظ کے سب رنخو ہیں لینی ان کی آواز جاری ہو سکتی ہے۔

الحصل صغط فظ۔ یہ حروف متونظ ہیں استغلا کے ماتحت یعنی ان کے دائرے وقت

الضبط کے جان کا تالوئی طرف بلند ہو جاتا ہے۔

ان کے ماسوا سب حرف اطفال کے ساتھ مشغول ہیں، ان کے ادارے، وقت اکثر اضافہ نہیں کر سکتے۔

مختصر مضمون: یہ مرقع مختلف ہیں، ساتھ طباق کے جتنی ان کے ان کے وقت سے مختصر زمان کا نام مل جاتا ہے۔ ان چار طرفوں کے سوائے ان کے ان کے وقت سے مختصر زمان کا نام مل جاتا ہے۔ ان کے ان کے وقت سے مختصر زمان کا نام مل جاتا ہے۔

یہ حقائق جو ذرا کر کے فنی ہیں "متعارف" ہیں، مگر ان کی ضد تعمس ہے اور دشمنوں کی ضد شدت ہے اور استغناء کی ضد اشتغال ہے اور الحاد کی ضد الفتاح ہے تو یہ حروف چار صفوں کے ساتھ خط و مرتعصب ہو گا۔ باقی حروف کی ضد نہیں ہے۔

یہ ایک نئی تحریک کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اس کی مقصود نہیں ہونے، اس نے مسلمانوں کی قید کھال اور حفاظت بازار کے لیے کسی قید خانہ کی ضرورت نہیں تھی۔ حروف کے علاوہ مختصرے، نون و سائن، جو حفاظت بازار میں موجود تھے، چاروں کے لیے کھلی تھیں۔ اس کا مقصد ان کے لیے ایک نیا عالمی تھی۔ وہی جدید و نامیہ تحریک ہوتے ہیں جو اس قدر آواز جاری کرتی تھیں، وہ عزت کی ہوتی تھیں۔

اس سے مراد کیا جاتی ہے کہ پانچویں اس نے اپنی حکومت کو سونپ دیا۔ جتنا کہ جیسے حکمرانوں کی حکمت عملیوں سے حکومت چلتی ہے۔ اس لیے کہ اگر کوئی شخص حکومت چاہے تو اس کا دور دورہ ہوگا۔ اس سے پہلے اس کی طرف سے کیا گیا۔

اس بات پر اور حقیقت کے واسطے یہ فرق ہے کہ اختلافِ نبرہ، قطع ہے اور اختلافِ کمال قطعہ کو مانجے ہے جس سے اختلافِ قطعہ سے یہ قطعہ پر مانتا ہے اختلافِ قطعہ، جسے قطعہ، حوالہ دلائے

تلفظ کے پانچ حروف ہیں جن کا مجموعہ قُطْبُ حَبْ ہے مگر (ق) میں قُلفظ واجباً اپنی چار حروف میں جائز ہے، قُلفظ کے معنی تحریر میں جنٹوں وینہ سختی کے ساتھ۔ (ر) میں معنی غلغلہ کی ہے، مگر اس سے جہاں تک ممکن ہو احتراز کرنا چاہیے۔ (ض) میں صفت نفسانہ ہے یعنی منہ میں صوت (آواز) پھیلتی ہے۔ (ص) میں صفت استعلاک ہے اور (ص و س) روف صغیر کہلاتے ہیں (و ن ا م) میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ ناک میں ٹوٹاؤ شیش جاتی ہے اور بے لینی حروف میں قُلفظ بالاتفاق معتبر ہے کیونکہ یہ سب حروف طلب حد کے خلاف میں ہیں استعلا و تواتر ثبوت بہت زیادہ ظاہر ہے۔

جے جائز یعنی اختیار نہیں بلکہ معنی اختلاف ہے کیونکہ نسبت ف ف کے حروف "طلب حد" میں قُلفظ نہ ہے جیسا کہ صاحب زمانہ اپنی عبارت سے ظاہر فرماتے ہیں۔ "فلفظلة انصاف انکمال من لفظہ غیرہ لفظہ ضغیفہ" پس اس کی "مضعف" کی طرف کسی نے توجہ کی، اور حروف "طلب حد" میں قُلفظ کا اعتبار نہیں اور کسی نے اس مضعف کی طرف توجہ کی اس وجہ سے قلات کا اتنا نہ لیا، لیکن حروف "طلب حد" میں قُلفظ کی جو کسی قول سے ثابت نہیں، لہذا ہم نہ لکھتے ہیں اس کو ماضی کھنڈ نہ بھی دیا کرتا تھی نہ لکھنا چاہیے تھا، پس اگر صحت میں اختلاف ہوگا جہاں مضعف پر محمول لیا جائے گا۔

۳۔ لکھا ہوئے ایک را کے لکھی را اسے جوئے یا نہ اس نے اور نہ وقت زبان کو ملنے سے پہنچا جائے، اور اس کی آواز میں ترکیب ہو جائے اس کی صفت تو شک و گھج غور پر اور اپنی جائے یعنی دوا کو اور کرنے وقت را کی سختی ہو کر ہوئے غیب را سے ملی دیا جائے اور نہ قی فری ہو کہ اپنے را کے و کو نہ جائے نہ ہایت میاں روی سے را اور کسی نہ کہ صفت توجہ اور گریہ بھی دیا ہو گا۔

جو یعنی صند کے مہارت وقت آواز غریز میں دراز ہوئی اسی کا نام صفت استعلا ہے، اسکی صحت کا معیار یہ ہے کہ اگر دانی کی دوا معلوم ہو تو کھنڈ ہو جائے کہ صفت صفا نہیں اور بولی کیونکہ دانی میں یہ شدت جس صوت سے درماں استعلا ہے، اس آواز طلا کی طرح دوا معلوم ہو تو اس وقت اس صفت کا احوال نہیں ہے جب کہ نہ کہ زبان طلا کی تحریر سے و کھنڈ ہوا ہے، حرف صفا و طلا سے مطابقت ملتی ہے، چنانچہ صاحب زمانہ فرماتے ہیں۔ "اولہم یختلف فی الصنع" لیکن یہ اصل تک پہنچی ہے اس میں مینہات نہ ہو دیا جیسے ورنہ کسی جلی بوزم نہ لکھا۔ تھے جس کو صفت قُلفظ کہتے ہیں، یہ قدر ظہار کی حالت میں جس چاہا جائے گا، اور حرف غز کے کہ یہ صرف اختار اور دغا یا جس میں بقدر ایک اللہ دیا ہوگا، کھنڈ قُلفظ فی الصنع ج۔

کسی حرف میں یہ صفت نہیں ہے اور ان صفات متفاضلہ میں سے یہ دو صفتیں یعنی (۱) جبر (۲) شدت (۳) استعلاء اور (۴) المباحی۔ قویہ ہیں باقی ضعیف ہیں اور صفات غیر متفاضلہ سب قویہ ہیں اور ہر حرف میں ہشتی صفتیں قوت کی ہوں گی آٹھ ہی حرف قوی ہوں گے اور چھٹی صفتیں ضعیف کی ہوں گی آٹھ ہی ضعیف ہوں گے۔

حروف کی باقیہ قوت اور ضعف پانچ قسمیں ہیں:

(۱) اقوی (۲) اقوی (۳) متوسطہ (۴) ضعیف (۵) اضعف۔

قوی: ج، د، ص، ع، و، ب۔ اقوی: ط، ص، ظ، ی، م، ہ، ز، ت، ح، ذ، ع۔
ضعیف: س، ش، ن، و، ی۔ اضعف: ت، ح، ن، م، ف، ف، و، حروف ہیں۔
فائدہ: ہمزہ میں شدت اور جبر کی وجہ سے کسی قدر سختی ہے مگر نہ اس قدر کہ ناف مل جائے، ناف سے حروف کو کچھ ملنا ہی نہیں۔

فائدہ: (ھ، ہ) یہ دونوں حرف اضعف الحروف ہیں نہایت ہی نرمی سے اور ہونا چاہیے۔
فائدہ: حرف (ع، ج) کے ادا کرتے وقت کان نہ گھبرا جائے بلکہ وسطا علق سے نہایت لطافت سے بلا تکلف نکالنا چاہیے۔

فصل رابع: ہر حرف کی صفات لازمہ کے بیان میں

نمبر	نوع	صفات لازمہ	صفات لازمہ
۱	۲	۳	۴
۱	مجبور و مضاعف مستقل	مجبور و مضاعف مستقل	مجبور و مضاعف مستقل

۱۔ اگرچہ تینوں صفات لازمہ ہیں لیکن ان میں سے حرف کے لئے کوئی نہ کوئی اصل اور لازمہ ضرور ہے۔ اسی وجہ سے صرف مزید کے ساتھ یہ بیان فرمایا، اگرچہ بعض نے نزدیک گنہہ کر لیا ہے کہ تینوں اصل ہیں اور بعض کے نزدیک تینوں ہیں جسے نزدیک اصل ہے اور اصل پر اضافہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ تینوں صفات لازمہ کے لئے ہیں پس یہ فرمایا کہ دونوں قول کا مجموعہ ہے۔

۳	ث	مہوس، شدید، مستقل، منفی	۱۷	ط	مجبور، درخوہ، مستقل، مطلق، ملغم
۴	ث	مہوس، درخوہ، مستقل، منفی	۱۸	ع	مجبور، متوسط، مستقل، منفی، ملغم
۵	ج	مجبور، شدید، مستقل، منفی، مطلق	۱۹	غ	مجبور، درخوہ، مستقل، منفی، ملغم
۶	ح	مہوس، درخوہ، مستقل، منفی	۲۰	ف	مہوس، درخوہ، مستقل، منفی
۷	خ	مہوس، درخوہ، مستقل، منفی، ملغم	۲۱	ق	مجبور، شدید، مستقل، منفی، مطلق، ملغم
۸	د	مجبور، شدید، مستقل، منفی، مطلق	۲۲	ک	مہوس، شدید، مستقل، منفی
۹	ذ	مجبور، درخوہ، مستقل، منفی	۲۳	ل	مجبور، متوسط، مستقل، منفی، مرقن، یا ملغم
۱۰	ر	مجبور، متوسط، مستقل، منفی، مرقن، یا ملغم	۲۴	م	مجبور، متوسط، مستقل، منفی، مرقن
۱۱	ر	مجبور، درخوہ، مستقل، منفی، مرقن	۲۵	ن	مجبور، متوسط، مستقل، منفی، مرقن
۱۲	س	مہوس، درخوہ، مستقل، منفی، مرقن	۲۶	و	مجبور، درخوہ، مستقل، منفی، مرقن، یا ملغم
۱۳	ش	مہوس، درخوہ، مستقل، منفی، مرقن	۲۷	د	مہوس، درخوہ، مستقل، منفی
۱۴	ص	مہوس، درخوہ، مستقل، مطلق، ملغم	۲۸	ہ	مجبور، شدید، مستقل، منفی
۱۵	ض	مجبور، درخوہ، مستقل، مطلق، ملغم	۲۹	ی	مجبور، درخوہ، مستقل، منفی، مرقن، یا ملغم
۱۶	ط	مجبور، شدید، مستقل، مطلق، ملغم			

فصل خاص: صفاتِ میزۃ کے بیان میں

حروف اگر صفاتِ لازمہ میں مشترک ہوں تو خروج سے ممتاز ہوتے ہیں اور اگر خروج میں متحد

۱۔ ملاحظہ: الحركات حرف یا ایک خروج کے حروف میں جن صفاتِ لازمہ سے امتیاز ہوتا ہے ان کو میزۃ کہتے ہیں۔

صفاتِ لازمہ کو غیر میزۃ کہتے ہیں۔

[illegible]

باب دوم

فصل اول: تشریح اور ترقیق کے بیان میں

حروف مستحبہ ہمیشہ ^۱ہم حال میں پڑ پڑتے جائیں گے اور حروف مستبد سب باریک پڑھے جاتے ہیں۔ مثلاً الف اور اللہ کا لام اور راکمیں باریک اور کمیں پڑھتے ہیں۔ الف سے پہلے پڑ حرف ہوگا تو الف یعنی پڑ ہوگا اور اس سے پہلے کا حرف باریک ہوگا تو الف بھی باریک ہوگا اور اللہ کے لام سے پہلے زبیر یا عیش ہو تو پڑ ہوگا، مثلاً: وَالْفُ، اَللّٰہُ، رَفَعَهُ اللّٰہُ اگر اس سے پہلے زبیر ہو تو باریک ہوگا، مثلاً: اَللّٰہُ متحرک ہوگی یا ساکن، اگر متحرک ہے تو فتح اور ضم کی حالت میں پڑ ہوگی اور کسرہ کی حالت میں باریک، مثلاً: عَلٰی، ذُرْقُوْہُ۔ دُرُقُہُ اور اُنْزِراہ ساکن ہے تو اس کا قلم متحرک ہوگا یا ساکن، اگر قلم متحرک ہے تو فتح اور ضم کی حالت میں پڑ ہوگی اور کسرہ کی حالت میں باریک ہوگی، مثلاً: یُزْزَفُوْنَ، مَوْقُیْ، شَوْعُہُ مگر جب راہ ساکن کے قلم کسرہ ہو، سرے کلمہ میں ہو، مثلاً: رَبُّ اَوْ حَفُوْیْ یا کسرہ عارض ہو، مثلاً: اَعِ اَوْ کَابُوْہُ، اِنْ دُخِیْمَ یا راہ ساکن کے بعد حرف استعلاء کا ان کلمہ میں ہو جس کلمہ میں او (ب) تو یہ (او) باریک نہ ہوگی بلکہ پڑ ہوگی۔

۱۔ ان حرف مستحبہ کی طرف ترقیق کے اثر سے بھی باریک نہیں ہوتے جیسے: وَصِفَ، نَخَلٌ، ہُوَ، سَبَقَ، مَثَلٌ اور غیر کے جیسے: وَرَفَعَ، کَذَبَ، حَرَسَ، سَلَّمَ اور انھیں کسرہ اور فتح کی حالت میں ظلم کے اثر سے واپس نہ لے لیں۔

۲۔ یعنی حرف مستحبہ کی حرکت کے اثر سے بھی باریک نہیں ہوگا، مثلاً: عَلٰی، اَمْرٌ، کَے، بَحْثٌ، فَرَضَ، سَبَقَ، مَثَلٌ۔

لام و نیروان۔ جیسے: اللہ، اور رب، اُسد، کریم اور عیش کے اثر سے پڑ ہوگا

۳۔ جتنی فتح اللہ کے دونوں لام پڑوں گے اور مانگی زبیر ہو تو دونوں لام باریک ہوں گے۔

شکل۔ قوطی طاس، حروفہ نو، قوطی میں شل ہے۔ اور اگر راء موقوفہ بالا سکون یا بلا شلٹم کے
 تاقی سوائے (ی) کے ہو تو قی حرف ساکن ہو تو اس کا تاقی دیکھ جائے گا، اگر مفتوح یا
 مشموم ہے تو (و) پر ہوگی، مثال۔ فستق، امسود اور انرطاسور ہے تو (و) باریک ہوگی، مثال۔
 حصق کے۔ اگر ساکن (ی) ہو تو باریک ہوگی، جیسے۔ خبث، ضیئر، عینر، فلوئر،
 راء مر۔ یعنی موقوفہ بالروم اپنی حرکت کے موافق پڑھی جائے گی اور راء مائل باریک ہی
 پڑھی جائے گی، مثال۔ منجور بھا۔

۱۔ یعنی شکل قسطی میں پورا ہر ایک دونوں جان میں تلف کا معنی، اور مضاف و مضاف الیہ پر ہوتا ہے، ان کے پورا
 ہائیں تھا۔ قراءت ثابت، اس تو تلف پورا ہے اور نہ تلف و جب بکین صاف جان میں دونوں ان کے معنی تھیں
 ہوتی ہیں۔ یہ بات تلف الاسب میں مذکور ہے، یہاں قسط قسطی میں تلف ہونے کے اس میں تلف جاری ہونے کی
 وجہ سے برقی سبب بیان کرتے ہیں۔

(الحلق فی قسطی لکسٹریو)

یعنی اس کے بعد سے قسطی میں تلف پورا ہونے اور مائل میں ان کے معنی والی حرکت ہونے کے بعد
 میں اختلاف ہے۔ جیسے حروفہ، لیکن شکل قسطی کے طرف ہاں دو بوجہ وقت زائل ہو جائے جب بھی دونوں
 ہاتھوں پر ہیں، جو ہے پڑی ہوئی جائے یا باریک اس لیے کہ کسے مائل ہے اور تلف مائل ہے۔

۱۔ لیکن باریک مائل مشموم و ساکن، ان کے دونوں سے غلٹ کی طرف تھوڑا کرنا۔

۲۔ یعنی موافق مائل مشموم اور مشموم کی حرکت کو صوب اور خیف کہان میں صوبہ میں حرکت کو قریب سے
 صاف محسوس کرنا یعنی حرکت مکمل نہ ہونے یا نہ ہونے، اس سے ظہور ہونے، شاپ یا کہ دشمن کے مقابل ہوجانے،
 یا نہ ہونے، یعنی ہے۔ ان دونوں کے درمیان میں ہونے، ہر ایک میں ہونے

۳۔ یعنی اس میں مائل یا باریک کے اطلاق کے وقت زیر قی طرف اور تلف باریک طرف مائل، دو بوجہ اور ہر دو
 سے ان کے اور اور باریک ہونے

قاعدہ: براہِ مشدّد و تخم میں ایک وا کے ہوتی ہے جیسی حرکت ہوگی اس کے موافق پڑھی جائے گی پہلی دوسری کے تابع ہوگی۔

قاعدہ: حروفِ مشدّد میں تخم ایسی ارفاق سے نہ کی ہوئے کہ وہ حرفِ مشدّد نہ لگیں، اے یا کسرہ مشابہ فتح کے یا فتح مشابہ غنہ کے یا غنہ حرف کے بعد الف ہے تو وہ (و) کی طرح ہو جائے تخم میں مراحب ہیں۔ حرفِ مشدّد متوین جس کے بعد الف ہو تو اس کی تخم اہل و بیہ کی ہوتی ہے، مثل: طائی اس کے بعد متوین جو الف کے قبل نہ ہو، مثل: انطلقوا اس کے بعد مضموم، مثل: منجیظ اس کے بعد کسور، مثل: جلی، فوخاص اور ساکن فخر ماقبل کی حرکت کے تابع ہے، مثل: یقطعون، یوزقون، یوحذا اب معلوم ہوا کہ حرفِ غنہ کے فتح کو مانند غنہ کے اور اس کے مابعد کے الف کو مانند (و) کے پڑھنا بالکل خلافِ اصل ہے۔ ایسا ہی حرفِ مرقع کے فتح کو اس قدر مرقع کرنا کہ مانند "الان فخر علی" کے ہو جائے یہ خلافِ قاعدہ ہے، یہ ارفاق تقریباً کلّ مہرب میں نہیں ہے، یہ اہلِ تخم کا طریقہ ہے۔

فصل ثانی: نوائے ساکن اور متوین کے بیان میں

نوائے ساکن اور متوین کے چار حال ہیں۔ (۱) اظہار (۲) ادغام (۳) قلب (۴) اخفاء۔ حرفِ متوین نوائے ساکن اور متوین کے بعد آئے تو اظہار ہوگا، مثل: یصق، عذاب الیم اور یہ تخم اصل کا ہے اور حالتِ وقف دوسری پہلی کے تابع ہے جب کہ وہ نہ نیا ہوئے، جیسے: یسقطون اس ہے کہ وہ پہلے اظہار حرکت تخم اصل کا ہوتا ہے۔

کے لفظ معجم ہوا، "نواور ہوتا ہے اس کو" املا کہی "کہتے ہیں اور املا کی ضد کو "تخ" کہتے ہیں اس لیے تو املا کی طرف مائل کرنے کو املا متوین "کہتے ہیں نیز روایتِ خفصہ: "ہیں" املا متوین "نہیں ہے۔

اس اظہار کے معنی ہیں حرفِ متوین اور بعض مقامات (ازار) سے ادا کرنا۔

بِسْمِ اللّٰہِ اور تَعْوِیْن کے بعد بزرگلوں کے حروف میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا مگر (ا) میں ادغام بلا غنة ہوگا اور ادغام پانچنے^۲ یعنی نوین ساکن اور تَعْوِیْن میں ثابت ہے، مگر نوین ساکن میں یہ شرط ہے کہ مقطوع^۳ یعنی مرسوم ہو اور اگر موصول ہے یعنی مرسوم نہیں ہے تو غنة چڑھائیں باقی حروف میں پانچنے ہوگا مثلاً: مَنْ يَقُولُ، مِنْ زَالٍ، هَذِي لِلْمُتَّقِينَ، مِنْ رَبِّهِمْ چار نظر یعنی: ذَلِی، قَوْلِی، لُبَّانِ، صَوْنِ اِنْ میں ادغام نہ ہوگا اظہار ہوگا۔ اور بِسْمِ اللّٰہِ اور تَعْوِیْن کے بعد (ب) آئے تو نوین ساکن اور تَعْوِیْن کو حسم سے بدست^۴ کراخفاء مع انحراف کریں گے، مثلاً: مَنْ يَغْلِبْ، ضَمُّ نَكَمَةٍ باقی چند وحروں میں بخفاء مع انحراف ہوگا مثلاً: تَنْفَقُونَ، اَنْذَاذًا وغیرہ گئے۔

فصل ثالث: میم ساکن کے بیان میں

میم ساکن کے تین حال ہیں: (۱) ادغام (۲) اخفاء (۳) اظہار۔

- ۱۔ ادغام کے معنی یہ ہے حرف ساکن کو دوسرے حرف متحرک میں ملا کر مستند پر مبنی
- ۲۔ ضَمُّ مَنْ لَدُنَّا الخیر کے اس کتاب میں روایت خمس بدیع کے مسکن بطریق طبع بیان کیے گئے ہیں حرف طریق شامی بدیع کو بھی شرط ہے اس وجہ سے پہلے طریق شامی شیخ کے مسکن بیان کیے گئے اس کے بعد لفظ "میں" سے دوسرے طریق لاری، بدیع کی طرف اشارہ فرمایا و فليس غنى هذا ما بعده
- ۳۔ یعنی لام سے پہلے غور رکھا، جیسے سورۃ یوسف میں یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا اٰیَّ اللّٰہِ
- ۴۔ سورۃ یوسف میں چلے اَنْ لَا تَعْلَمُوْا اٰیَّ اللّٰہِ

یہ اس قاعدہ کو "قَبْلُ اِیَّ اللّٰہِ" کہتے ہیں۔

۱۔ یعنی قرین اظہار است ہوگا۔ ۲۔ نوین ساکن دے اور نہ اور نہ ادغام ہوگا شدہ نالی، اے ملک دونوں کی اور مائی حالت سے اس طرح: انجام لے کر سزا دے کال جواہر نیم جملہ کہ اپنے خارج سے ضعیف نہ ہوگی اسی وجہ سے اس کے خفاء میں غزوات کامل نہیں رہتا۔

میم ساکن کے بعد دوسری میم آئے تو ادغام ہوگا، مثل: اَنَمَ مِیْن اور اگر میم ساکن کے بعد (ب) آئے تو اخفاء ہوگا اور اظہار بھی جائز ہے بشرطیکہ میم متقلب^۱ نون ساکن اور عرین سے نہ ہو، مثل: وَنَاھِمُوْا بِسُوْمِیْنِ ہاں حروف میں اظہار ہوگا، مثل: عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ، تَخِذْھُمْ لِنِیْ فَضْلِیْلِ کے۔

قائد، رزوقی کا قاعدہ جو مشہور ہے یعنی میم ساکن کے بعد (ب) آئے تو اخفاء ہوگا اور (و، ف) آئے تو اظہار اس طرح پایا جائے کہ میم کے سکون میں حرکت کی بوت جائے، یہ اظہار بالکل بے اصل ہے بلکہ میم کا سکون بالکل دم ہونا چاہیے، حرکت کی بوت بھی نہ لگے۔

فصل رابع: حرف غنہ کے بیان میں

نون میم مشدود ہو تو غنہ ہوگا، ایسے ہی نون ساکن اور عرین کے آگے سوائے حروف حلقی اور (ل، ر) کے جو حرف آئے گا غنہ ہوگا، ایسے ہی میم ساکن کے بعد (ب) آئے تو اخفاء کی حالت میں غنہ ہوگا، غنہ کی مقدار ایک الف ہے۔

۱۔ یعنی میم نون سے بدل کر آئی ہو۔

۲۔ چونکہ میم ساکن کا اخفاء نزدیک بے، او، و، ف، کے زیادہ مشہور ہے اس لیے لفظ مرکب کر کے ہوف کے ساتھ اطلاق ہوتا ہے اگرچہ نزدیک و، ز اور ط کے اخفاء جائز نہیں، جیسا کہ ماہر بڑی زبیر فرماتے ہیں ج

وَاحْضَرْ لَیْسَ اَوَّوْا وَفَ اَنْ تَنْجِی

یعنی و، و اور ط کے نزدیک میم ساکن آئے تو اخفاء کرنے سے بچو۔

۳۔ مثل: غنہ فہم کے میم ساکن، حرکت آجانے سے مخفی ملام آئے، اور اگر خفیف اور ضعیف حرکت ظاہر ہوئی جس کو ہوائے غنہ سے تعبیر کیا گیا ہے تو مخفی ملام آئے گا۔

جب دو ہمزہ جمع ہوں اور یہاں متحرک دوسرا ساکن ہو تو واجب ہے ہمزہ ساکن کو پہلا
ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف سے بدلنا، مثل اَنْتَوَا، اَيْنَاْنَا، اَوْتَعْنِ، اَيْتَ، اور جب
پہلا متحرک وصلی ہو تو ابتداء کی حالت میں ہمزہ ساکن بدل جائے گا، اور جب ہمزہ وصلی کر
یاے گا تب ابتداء نہ ہوگا، مثل: الَّذِي اَوْتَعْنِ، هِيَ السَّمَوَاتُ اَنْتَوْنِ، هُوَ عَوْنُ اَنْتَوْنِ،
ہمزہ وصلی کے ماقبل جب کوئی کلمہ یہ حایا جائے گا تو یہ ہمیزہ حذف کیا جائے گا اور ثابت
رکنا درست نہیں، البتہ ابتداء میں ثابت رہتا ہے۔ اگر لام تعریف کا ہمیزہ ہے تو مفتوح
ہوگا اور اگر کسی اسم کا ہمیزہ ہے تو مکسور ہوگا اور اگر فعل کا ہے تو تیسرے حرف کا مکسور اگر وصلی
ہے تو ہمیزہ بھی مشموم ہوگا درمکسور، مثل: اَلَّذِيْنَ، اِسْمُ، اَيْنِ، اِنْتَفَاعُ، اَخْتَفَتْ،
اَصْبُوْثَ، اَنْفَعِيْزَتِ، اَنْفَجَ، اور اَنْفُوْا، اَنْفُوْا، اِنْتَوْا میں چونکہ حرف جار ضی ہے اس لیے
ہمزہ مشموم نہ ہوگا بلکہ مکسور ہوگا۔

قائد: ہمزہ (ع) کے ساتھ یا (ح) کے ساتھ یا حرف مذ (ع، یا، ح) کے ساتھ جمع ہوں
ایسا ہی (ع، ہ) ایک ساتھ آئیں یا (ع، ح، ہ) ایک ساتھ آئیں یا (ع، ح، ہ) کھڑا آئیں
یا مشدد ہوں تو ہر ایک کو حسب صنف طور سے ادا کرنا چاہیے، مثل اِنْ اَللّٰهَ غَهِدٌ، فَمَنْ
رُخِرَ عَنْ اَلَّذِيْ، فَاَعْلَيْنِ، يَدْعُوْنَ، ذَعَا، سَبَّحَهُ، عَلٰى اَغْفَاكُمُ، اَحْسَنَ اَنْفَصِصِ،
عَلٰى عَقِيْبِهِ، اَنْفُوْذُ، غَهِدٌ، غَاھِذٌ، غَالِمِيْنَ، طَبِيعٌ، عَلٰى سَاحِرٍ، سَحَابٌ، لَا اَجَاخِ
غَلِيْبِكُمْ، مَبْعُوْثُوْنَ، يَبُوْخُ اَهْبَطُ، وَمَا قَدَرُوْا اَللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ، لَفِيْ عَمَلَيْنِ، جِيَاغَهُمُ
قائد: ہمزہ متحرک یا ساکن جہاں ہوا اس کو خوب صنف طور سے پڑھنا چاہیے۔ اکثر ایسا ہوتا
ہے کہ ہمیزہ الف سے بدل جاتا ہے یا حذف ہو جاتا ہے یا صنف خود سے نہیں نکلتا،
نصوباً جہاں دو ہمیزہ ہوں وہاں زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ دونوں ہمیزہ خوب صنف
ہوں، مثل: اَنْفُوْثَهُنَّ۔

ذکرہ: حرف ساکن کے بعد جب حمزہ آئے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ساکن کا سکون تمام ادا ہو اور حمزہ خوب صاف ادا ہو، ایسا نہ ہو کہ حمزہ حذف ہو جائے اور اس کی حرکت سے ماقبل کا ساکن متحرک ہو جائے جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ایسا ہو جاتا ہے بلکہ وہ ساکن کبھی مشدود بھی ہو جاتا ہے، مثل: **قَدْ أَفْلَحَ، إِنَّ الْإِنْسَانَ،** اسی وجہ سے بعض مفسرین کے بعض حُرُوف میں ساکن پر سکتہ کیا جاتا ہے تاکہ حمزہ صاف ادا ہو، خواہ وہ ساکن اور حمزہ ایک کلمہ میں ہوں یا دو کلمہ میں ہوں۔

فصل ثامن: حرکات کی ادا کے بیان میں

فتوح ساتھ انتحاج فم اور صوت کے اور کسرہ ساتھ انخفاض فم اور صوت کے اور ضمت ساتھ انضمام فمین کے ظاہر ہوتا ہے، ورنہ اگر فتح میں کچھ انخفاض ہو تو فتح مشابہ کسرہ کے ہو جائے گا اور اگر کچھ انضمام ہو گیا تو فتح مشابہ ضمت کے ہو جائے گا، ایسا ہی کسرہ میں اگر کاش انخفاض نہ ہوگا تو مشابہ فتح کے ہو جائے گا بشرطیکہ انتحاج ہو گیا ہو، اور اگر کچھ انضمام پایا گیا تو کسرہ مشابہ ضمت کے ہو جائے گا، اور ضمت میں اگر انضمام کامل نہ ہو تو ضمت مشابہ کسرہ کے ہو جائے گا بشرطیکہ کسی قدر انخفاض ہو گیا ہو اور اگر کسی قدر انتحاج پایا گیا تو فتح کے مشابہ ہو جائے گا۔

۱۔ اسی لیے کہ لا پڑائی کی وجہ سے حرف ساکن کے بعد آنے سے حمزہ حذف ہو جاتا ہے یا غفلت کی وجہ سے حمزہ ساکن کا حرف ذہ سے احوال ہو جاتا ہے یا حرف متحرک کے بعد بعد متاخر حمزہ میں تسخیل ہو جاتی ہے، اس وجہ سے نصوحیت کے ساتھ ان کو بیان فرمایا۔

۲۔ اگرچہ معمول یہاں نہیں ہے لیکن نکتہ کی فرض یہی ہے جو کتاب میں ذکر ہے کیونکہ حرف ساکن کے بعد حمزہ میں غما ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ دانی رحمہ اللہ نے نکتہ کی وجہ "لِإِنَّمَا لِلْهَمْزَةِ بَعْضُهَا" بیان فرمائی ہے، ایسے نکتہ کو "نکتہ غفلان" کہتے ہیں یہ نکتہ وصل کے خم میں ہے اور برادری بعض ضعیف ہے۔

نائدہ: فتح جس کے بعد الف نہ ہو اور ضمتہ جس کے بعد واؤ ساکن، اور کسرہ جس کے بعد یائے ساکن نہ ہو، ان حرکات کو اشباع سے پہچانا چاہیے ورنہ یہی حروف پیدا ہو جائیں گے۔ ایسا ہی ضمتہ کے بعد جب واؤ مشدد ہو اور کسرہ کے بعد یائے مشدد ہو، مثلاً: غَدُوْ، سَوَقًا، تُبْجِی اس وقت بھی اشباع سے احتراز نہایت ضروری ہے، خصوصاً وقتہ میں زیادہ خیال رکھنا چاہیے ورنہ مشدد مخفف ہو جائے گا۔

نائدہ: جب فتح کے بعد الف اور ضمتہ کے بعد واؤ ساکن غیر مشدد، اور کسرہ کے بعد یائے ساکن غیر مشدد ہو تو اس وقت ان حرکات کو اشباع سے ضرور پڑھنا چاہیے ورنہ یہ حرف ادائے ہوں گے خصوصاً جب کسی حرف تہا قریب قریب جمع ہوں تو زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ اکثر خیال نہ کرنے سے کہیں اشباع ہوتا ہے اور کہیں نہیں۔

نائدہ: مخفیو بھا جو سورہ ہود میں ہے اصل میں لفظ مَحْضَرُ ہا ہے یعنی (ر) مفتوح ہے اور اس کے بعد الف ہے اس جگہ چونکہ "لِاَل" ہے اس وجہ سے فتح خالص اور الف خاص نہ پڑھا جائے گا اور کسرہ اور نہ یائے خالص پڑھنی جائے گی بلکہ فتح کسرہ کی طرف اور الف یسا کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے گا جس سے فتح کسرہ مجہول کے مانند ہو جائے گا اور اس کے بعد یائے مجہول ہوگی، اور اس کے سوا اور کہیں امالہ نہیں ہے۔

نائدہ: کسرہ اور ضمتہ کلام عرب میں مجہول نہیں بلکہ معروف ہیں، اور ادائی صورت یہ ہے کہ کسرہ میں انقباض کامل کے ساتھ آواز کسرہ کی باریک نکلے اور ضمتہ میں انقباض شقیں کے ساتھ ضمتہ کی آواز باریک نکلے۔

۱۔ اس لیے کہ تہا نہ ادائے عرب میں علی لازم آتا تھا جو حرام ہے۔

۲۔ جیسے وقتہ سے وقتہ اور کلموں سے پہلی ہو جاتی ہے اور احساس میں ہمہ اس قسم کی غلطی سے علی لازم آئے گا۔

۳۔ اس لیے کہ حرف تہا ادائے عرب میں علی ہوگا۔

نہ ہر تہاگات کو حرفِ ظاہر کے پڑنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ مثلاً سکن کے ہونا میں، یہ علی سکن کاٹ کر مٹا دیا ہے تاکہ مثلاً پڑست کے نہ ہو جائے۔ اور اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ہر حرف کی صورت مخرج میں ملتا ہو جائے اور اس کے بعد ہی دوسرا حرف نکلے اور دوسرے حرف کے ظاہر ہونے سے پہلے مخرج میں جنبش ہوگئی تو احوال یہ سکن رکست کے مثلاً ہونا کے کا، ایہ حرفِ قلقا اور کف اور فائے مخرج میں جنبش ہوتی ہے مطلقاً اس کے حرفِ قلقا میں جنبش ملتی ہے اور کف اور فائے میں نہایت نرمی کے ساتھ جنبش ہوتی ہے۔

مفتی چاہیے۔

22

فصل اول: اجتماع سائنس کے بیان میں

اگرچہ سائنس (یعنی دہائی کا انحصار) ایک "علیٰ حد" ہے اور اس "علیٰ حد" سے

بعض مسائل کے حل کے لیے اس طرح کے سوچنے کی ضرورت ہے کہ مسئلہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ہر حصے کے لیے ایک حل تلاش کیا جائے۔

فی الْأَرْضِ فَضَحْنَهَا الزَّائِفُ، وَاسْتَفْزَفَ الْيَابِ، وَقَالَا الْخَيْلُ لِلَّهِ ذَاكَ الشَّخْرُ، كَرِ
 پینا رکھ کر ترف مہ نہ، تو اس وقت کہ کر دی جاتی تھی، مثل: اِنْ اَوْتَبَسْتُمْ، وَالْعَبْر
 السَّاسِ، مَضَلُّمٌ يَذْكُرُ سَلَمُ اللَّهِ، سَلَسِ الْأَسْمُ الْفُسُوفُ، حُرَّ جِبِ يَمَلَسُ كُنْ مَحْمُودٌ
 تو مشدود یا جانے کے، مثل: غَلَبَكُمْ الصَّبَا، عَلَيْهِمُ الْفَضْلُ اور میں جو حرف جر ہے اس کے
 بعد جب کوئی حرف مکن آنے کا تو نوین مفتوح پڑھا جائے گا، جیسے: مِنَ اللَّهِ، اِيْمَانِي (م)
 الْمَلَّةُ ۝ اللَّهُ نِي وَجِلٌ مِرْ مَقْرُورٌ پڑھی جائے گی۔

نَامُ و سَلَسِ الْأَسْمُ الْفُسُوفُ جو سورۃ تحریرات میں ہے اس میں سَلَسِ کے بعد م نامور
 اس کے بعد میں رکھتا ہے اور لام کے قفل اور بعد جو صوف ہے وہ جزاء وصلی ہے اس وجہ
 سے حذف کیے جائیں گے، اور لام کا کسرہ بہ سبب اِقْتَارِ مائیں گے ہے۔

قَالَ جَاكِرٌ سَتَوْنِ لَيْسَ جَمِ كَرِ الْخَيْرِ حَرْفٍ پَر دوزیر یا دوزیر یا دوزیر ہیں تو وہاں پر
 ایک قوا یا سائنس پڑھا جاتا ہے اور قصہ نہیں جاتا، اس سون کو نہ ان توین کہتے ہیں، یہ
 توین وقف میں حذف کی جاتی ہے۔ مگر دوزیر وہاں تو اس توین کو الف سے بدلتے
 ہیں، جیسے فُسُوفٌ، سَلَسٌ اور وصل میں جب اس کے بعد ہمزہ آجی، تو
 ہمزہ وصلی حذف ہو جانے کا اور یہ توین بہ سبب اِقْتَارِ رکھیں مگر غیر صمد کے سمور پڑھی
 جاتے ہیں اور اکثر جگہ خلاف قیام پھول منون کہہ دیتے ہیں، مثل: اِيْمَانِي الْكُوَاكِبُ،
 خَيْرٌ اِلَّا صِفَةً، حَبِطَةُ الْخَيْلُ، فَلَوِي ۝ اَذْهَبَ،

تانا ہ توین سے اِجْمَاعُ کرنا یا اِجْمَاعُ درست نہیں۔

اسی طرح توین پر وقف بھی کرنا جائز نہیں، مگر ہندو لکھنؤ کی طوین صحف میں مرسوم ہے اس لیے اس

نویں توین پر وقف کرنا ہے۔ اس مسئلے سے دو ایسے مفسرین ہیں، واقفانی جات میں توین حذف کرنا جائز نہیں۔

حرف ہو تو اسکو تمدین کہتے ہیں اور اس میں قصر، قویطہ، حوصلہ، قنوں، جائزہ ہیں، اور عین مریم تکھینہ قص، اور عین شوری حہۃ ۵ عتقی میں قصر نہایت ضعیف ہے اور طول افضل اور نولی ہے۔
 فائدہ: سورۃ آل عمران کا اَلَمْ ۵ اللہ وصل کی حالت میں میم رککن اِجْزَاجِ سَاکِنِیْنَ علی غیر
 حذہ کی وجہ سے مفتوح پر مدغمی جائے گی اور اللہ کا ہمسر نہ پڑا جائے گا۔ اور میم میں
 مد لازم ہے اس وجہ سے وصل میں طول اور قصر دونوں جائز ہیں۔

فائدہ: حرف حذہ جب موقوف ہو تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایک الف سے زائد نہ
 ہو جائے دوسرے یہ کہ بعد حرف حذہ کے ہا یا ہمزہ نہ زائد ہو جائے، مثل: قَالُوا، فَبِئْسَ
 مَا لَآءِ، جیسا کہ اکثر خیال نہ کرنے سے ہو جاتا ہے۔

فصل ثالث: مقدار اور اوجہ کے بیان میں

قد عارض اور قد ملین عارض میں تین وجہ ہیں: (۱) حوصلہ (۲) قوت خط (۳) قصر۔
 فرق اتنا ہے کہ قد عارض میں طول لونی ہے، اس کے بعد قوت خط، اس کے بعد قصر کا مرتبہ ہے۔
 بخلاف قد ملین عارض کے کہ اس میں پہلا مرتبہ قصر کا ہے، اس کے بعد قوت خط کا، اس کے بعد
 حوصلہ کا۔ اب معصوم کرنا چاہیے کہ مقدار طول کی کیا ہے؟ طول کی مقدار تین الف ہے اور
 جس اواز کے زید مذکور تھا، کیا جائے اس کو مقدار ملین لیتے ہیں۔ مثلاً حوصلہ کی مقدار کشش تین الف اور پنج
 الف ہے پس ان اندازہ کے ساتھ ادا کرنے کا یہ مقدار ہے۔

۱۔ اوجہ جمع مہر کی ہے یہاں جبکہ اصطلاح طور پر قوت خط پر قصر پر ہوگا اور تین کو جوہ یا اوجہ کہیں گے، قصر و ملین کی
 اوجہ ہے لیکن مدغمی سے خارج ہے اس لیے کہ قصر تک مذکور نام ہے لیکن مقدار ملین میں بلا طوط کی تثنیٰ کرنا
 حرام ہے، اور کیفیت مدغمی میں اس طرح اور قوت خط، بلا طوط طول کی قوت خط اور قوت خط کی جگہ طول میں نہ کرنا
 جہل لیکن نہ سے لیکن کا قصر کم ہوگا اس لیے کہ مذکور نامی مدغمی میں قریب کافی ہے۔

الف ہے اور رقمہ کی مقدار دو ٹولوں میں ایک ٹولہ کی مقدار پانچ الف اور قسط کی مقدار تین الف ہے اور رقمہ کی مقدار دو ٹولوں میں ایک ٹولہ کی مقدار پانچ الف اور قسط کی مقدار تین الف ہے۔

فائدہ: مذکورہ کی چاروں قسموں میں طبعی التصادفی ہوگا، اور بعض کے نزدیک متحمل ہیں زیادہ مذہب اور بعض کے نزدیک تحقیق میں زیادہ مذہب۔ مگر جمہور کے نزدیک تہدوی ہے۔

فائدہ: حرف موقوف مقنوع کے قبل جب حرف مذہب حرف لین ہو مثل: غائبین۔ لاضیرو۔ تو تین جہ وقف میں ہوگی: (۱) طویل مع الہـ کان (۲) قوسط مع الہـ کان (۳) قصر مع الہـ کان۔ اور اگر حرف موقوف مسدود سے تہمید متعلق چلے نکلتی ہیں۔

اس میں سے چار جائز ہیں (۱) مولج ناساگان (۲) توخط مع الہاگان (۳) قصر مع الاسفان (۴) قصر مع اروم۔ اور (۱) طوز مع اروم (۲) توخط مع اروم۔ غیر جائز ہے اس لیے کہ ق کے واسطے بعد حرف مد نے سکون چاہیے وروم کی حالت میں سکون نہیں ہوتا بلکہ حرف متحرک ہوتا ہے۔ اور اگر حرف موقوف مضموم ہے مثلاً نَسْفَعِیْن کے تو غلطی عقلی دیکھیں تو ہیں۔

مساحت و حجمیں جائز ہیں: (۱) طول مع ۱۱ سکان (۲) قوسط مع الارکانون (۳) قصر مع الارکانون
(۴) طول مع الارقام (۵) قوسط مع الارقام (۶) قصر مع الارقام (۷) قصر مع الارقام

اور دو غیر جانزیں: (۱) حلول مع لروم (-) تو تہ مع لروم جیسا کہ پہلے علوم ہو چکا۔

فائدہ۔ حسبِ مذاہب و مذہبیں آئی جگہ، تو ان میں تسادی اور توافق کا خیال رکھنا چاہیے۔ یعنی ایک جگہ نہ عارض میں حوالہ کیا ہے تو دوسری جگہ بھی حوالہ کیا جائے، اگر تو خط کیا ہے تو دوسری جگہ بھی تو عدد کرنا چاہیے، اگر قصہ کیا ہے تو دوسری جگہ بھی قصہ کرنا چاہیے۔ ایسا ہی مذہب میں بھی چاہیے جگہ ہو تو توافق ہو، چاہیے۔ درجہ یا کہ حوالہ تو خط میں توافق ہونا چاہیے ایسا

یہاں اس لیے کہ اب ذرا سے بعد مائیں رفت کو محاذ خرب نہیں ہے، صنادید غلاب نے اور شخص کے کہنے سے وہ
بعد سکون ہو کر فوراً متحلی ہوا ہے۔

یہ مقدار صرف توحید میں بھی توافیق ہونا چاہیے، مثلاً: غلوذ اور جاحدہ سے رب العالمین تک فصلیں ہیں۔ اس میں نہ بی، نہ تین الزائیس نکلتی ہیں۔ ان طرح کے چکر کا راجعہ کے اوپر دیا جائے گا۔ ان دنوں در تہ صبح الزمزم و راجعہ کے مذہب و فلسفہ اور قصہ مع الزمزم میں سب اپنے اپنے مولک و جنس ہوئی ہیں اور ان کو العالمین کے اوپر حکم دینا میں مشہد اپنے سے زائیس نہیں ہوتی ہیں۔

[illegible][illegible]

ان میں چار وجہیں بالاتفاق جائز ہیں: (۱) طول مع الطول مع الاسکان (۲) توضع مع التوسط مع الاسکان (۳) قصر مع القصر مع الاسکان (۴) قصر مع لزوم مع القصر مع الاسکان۔

اور دو وجہیں مختلف فیہ ہیں: (۱) قصر مع لزوم مع التوسط مع الاسکان اور (۲) قصر مع لزوم مع الطول مع الاسکان۔ باقی وجہیں بالاتفاق غیر جائز ہیں۔ اور اصل اول فصل ثانی میں بھی وارد وجہیں عقلی نکلتی ہیں اور ان میں چار صحیح ہیں اور مختلف فیہ ہیں، اور اس صورت میں جو وجہیں نکلتی ہیں وہ بعینہ مشابہت اصل اول فصل ثانی کے ہیں اس وجہ سے نہیں بیان کی گئیں۔ اور اصل کل کی حالت میں الف لہجہ کے مذکورہ خلاف ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ استفادہ اور مسئلہ میں پندرہ یا کچھ وجہیں صحیح ہیں۔

فائدہ: یہ وجہیں جو بیان کی گئی ہیں اس وقت ہیں کہ الف لہجہ پر وقف کیا جائے، اور اگر الف رخصن المزجیم پر یا یوم القیام یا تسبیح پر وقف کیا جائے گا، کہیں وصل اور کہیں وقف کیا جائے گا تو بہت سی وجہیں ضربی نکلیں گی۔ اور ان میں جو صحیح نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس وجہ میں ضعیف کو قوی پر ترجیح ہو جائے یا مساوات نہ رہے یا اقوال مختلفہ میں غلط ہو جائے جب یہ وجہ غیر صحیح ہوئی۔

فائدہ: جب تہ عارض اور تہ لہجہ عارض جمع ہوں تو اس وقت عقلی وجہیں کم از کم نو نکلتی ہیں، اب اگر تہ عارض مقدم ہے تو بن پر مثلاً من جلیع، من خوف تو چھ وجہیں جائز ہیں: (۱) طول مع الطول (۲) طول مع التوسط (۳) طول مع القصر (۴) توضع مع التوسط (۵) توضع مع القصر (۶) قصر مع القصر۔

۱۔ اس وجہ سے کہ تہ مساوات اور آئے گا۔

۲۔ چار فصل کی ہیں، چار فصل اول وصل دینی ہیں، چار فصل اول فصل ثانی ہیں، اور تین فصل کی صورت میں، اس طرح پندرہ وجہیں جائز ہیں۔

۳۔ یعنی پندرہ وجہیں مختلفہ اور چھ مختلفہ جو تین صورتوں میں اور دو بیان کی گئی ہیں۔

بد متفصل کئی جمع ہوں تو ان میں بھی اقوال کو غلط نہ کرے، مثلاً: لَا تَكُونُوا جُنُودًا اِنْ قَسَمْنَا اَوْ اس میں بھی یہ نہ ہونا چاہیے کہ پہلی جگہ ایک قول دوسری جگہ دوسرا قول لیا جائے بلکہ مساوات کا خیال رکھنا چاہیے۔^۱

قائد: جب بد متفصل اور متصل جمع ہوں اور متفصل مقدم ہو متصل پر، مثلاً: هَوَلَاءِ کے دو جائز ہے متفصل میں قصر اور دو الف، اور متصل میں دو الف، ڈھائی الف، چار الف، اور جب متفصل میں ڈھائی الف مذکرا کیا جائے تو متصل میں ڈھائی الف، چار الف مذکر جائز ہے اور دو الف غیر جائز ہے اس واسطے کہ متصل متفصل سے قوی ہے اور ترجیح ضعیف کی قوی پر غیر جائز ہے۔ اور جب متفصل میں چار الف مذکرا کیا تو متصل میں صرف چار الف مذکر ہوگا اور ڈھائی الف، دو الف اس صورت میں غیر جائز ہوگا، جدا ہی رہنا کافی ہے۔ اور جب بد متصل پر مقدم ہو، مثلاً: جَاءَ زَايَاَهُ تَوَاكُرَ متصل میں چار الف مذکرا تو متفصل میں چار الف، ڈھائی الف، دو الف، اور قصر جائز ہے اور اگر ڈھائی الف مذکرا ہے تو متفصل میں ڈھائی الف، دو الف اور قصر جائز ہے اور چار الف غیر جائز ہے۔ ایسا ہی اگر متصل میں دو الف مذکر ہے تو متفصل میں صرف دو الف اور قصر ہوگا اور ڈھائی الف، چار الف، مذکر ہوگا۔^۲

۱۔ اسی طرح ان مذہب میں اقوال الہام بھی نہیں، وہ کہیں ڈھائی کہیں چار الف نہ پڑھیں چاہیے اس لیے کہ ان میں غلط واجب ہے جس کا حکم یہ ہے کہ جس سے جس طرح ثابت ہو اسی طرح پڑھنا چاہیے، بخلاف بد جارش کے کہ اس میں تمام اقوال سے تینوں ممکن ہوں، تو غلط، صحیح ہے۔ ایسے اختلاف کو خلاف جائز کہتے ہیں۔ البتہ الہام اور تقسیم کے لیے جس طرح کتاب میں بیان کیا گیا اسی طرح اللہ کے احکام شرعی سے جو صحیح اور غلط معلوم کر سکیں وہ جائز اور اگر متصل بد متصل ایک جگہ آئے اور ان میں مساوات نہ رہے تو کوئی حرف نہیں لیکن متفصل کو متصل پر ترجیح نہ دینا چاہیے اس لیے کہ متصل متفصل سے قوی ہے۔

۲۔ چنی ترجیح لازم نہ لگی۔

۳۔ تا۔ ترجیح لازم نہ ہے۔

فائدہ: جب متصل متصل کنی جمع ہوں مثل: بِنَسَاءٍ هَلُوْا لَوْ تَوَافِقُ تَوَافِقُ پر قیاس کر کے وہ صحیح غیر صحیح نکال لی جائے۔

فائدہ: جب متصل کا حمزہ اخیر کلمہ میں واقع ہو اور اس پر وقف امکان یا اشعار کے ساتھ کیا جائے مثل: بِنَسَاءٍ هَلُوْا لَوْ، فَبَسِيَّةٌ تَوَافِقُ تَوَافِقُ میں طویل بھی جائز۔ چہ اور ممکن کی وجہ سے۔ قصر جائز نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ اس صورت میں سبب اصلی کا الغاء اور سبب عارضی کا اعتبار لازم آتا ہے اور یہ غیر جائز ہے۔ اور اگر وقت بالزوم نیا ہے تو صرف تو سطر ہوگا۔

فائدہ: خلاف جائز ہے جو وہیں تعلق میں مثل: اُولَیْہِ سَمَلٌ وَاُخْرَہُ کے ان میں سب وجوہ کا ہر جگہ پڑنا معیوب ہے، اس قسم کی وجوہ میں ایک جہد کا پڑنا کافی ہے البتہ انکار کے خلاف سے سب وجوہ کا ایک جگہ جمع کر لینا معیوب نہیں۔

فائدہ: اس فصل میں جو غیر جائز اور غیر صحیح کہا گیا ہے مراد اس سے غیر اولیٰ ہے، قاری، ہر کے واسطے معیوب ہے۔

فائدہ: اختلاف مراتب میں خط کرنا یعنی ایک لفظ کا اختلاف دوسرے پر متوقف ہو، مثلاً: فَصَلَقِيْ اَدَمَ مِنْ رُبِّہِ کَلِمَاتٍ اس میں اَدَمَ کو مرفوع پر ہمیں تو کَلِمَاتٍ کو منصوب پڑنا ضروری ہے، ایسا ہی بالعکس ہے۔ ایسے اختلاف کے موقع پر غلط یا نفل حرام ہے اور اگر ایک روایت کا التزام کر کے پڑھا اور اس میں دوسرے کو غلط کر دیا تو کتب فی الروایات لازم ہے گا اور علیٰ سبب التفاوت غلط جائز ہے، مثلاً: خُفَّضَ بِلَیْلِہِ کی روایت میں دو طریق مشہور

۱۔ اَمَرَہُ پڑا اَمَرَہُ ہے لیکن ہمیں بدل کے ہے اس حد سے صرف یہ متصل کا تو سطر ہوگا۔

۲۔ یعنی جن مختلف فیہوں پر ہم التزام کا اتفاق ہو مثل کلیتہ وقف، امکان، اشعار، روایات عارض کے وجوہ مراد وغیرہ اس میں کسی ایک جہد کا پڑنا کافی ہے۔

۳۔ لیکن روایت ضمنی سے جو یہ نفس جائز نہیں۔

رُخْفَةً، بَعْمَةً اور اُکْرَایَان ہو تو آخر حرف پر اُکْرَوزِیْر ہیں تو توحین کو الف سے بدل دینا
 ہے، مثل: سَوَاءٌ، هَلْیٰ ۝ اور اُکْرَ حَرْفِ مَقُوف پر ایک ذرہ ہے تو وقف صرف اسکان کے
 ساتھ ہوگا، مثل: بَعْلَمُونَ کے اور اُکْرَ حَرْفِ پر ایک پیش یا دو پیش ہوں، مثل: وَسُوقِ،
 یَفْعَلُ تو وقف اسکان اور اشمام اور وہ تینوں سے جائز ہے۔ اشمام کے معنی ہیں حرف کو ساکن
 کرنے کے ہوتوں کو شعر کی طرف اشارہ کرنا اور روم کے معنی ہیں حرکت کو فنی صوت سے ادا کرنا
 اور اُکْرَ حَرْفِ پر ایک ذرہ یا دو ذرہ ہوں، مثل: ذُو اَصْفَدِمْ، وَلَا هِیَ السَّمَاءُ تو وقف میں
 اسکان اور روم دونوں جائز ہیں۔

فائدہ: روم اور اشمام اسی حرکت پر ہوگا جو کہ اصلی ہوگی، اور اُکْرَ حرکت عارضی ہوگی تو روم
 و اشم جائز نہ ہوگا، مثل: اَنْذِرِ النَّاسَ، عَلَیْكُمْ الْمَضَامُ
 فائدہ: روم کی حالت میں توحین حذف ہو جائے گی، جیسا کہ باء ضمیر کا صلہ وقف باروم اور
 پاراسکان میں حذف ہوتا ہے، مثل: بَعْدَ فَلَکَ۔

فائدہ: اَنْظَرُونَا اور اَلْمُؤْمِلُوْنَ اور اَلْمُتَبَلِّغُوْنَ اور اَلْحَزَابِ میں ہے اور پہلا قَوَاوِمُ اَوْ
 سورۃ دہر میں ہے اور اُفَا جو ضمیر مرفوع منقطع ہے ایسے ہی لُکْنَا جو سورۃ کیف میں ہے، ان
 کے آخر کا الف وقف میں پڑھا جائے گا اور وصل میں نہیں پڑھا جائے گا اور صلا مبتلا یہ
 سورۃ دہر میں ہے جائز ہے وقف کی حالت میں اثبات الف اور حذف الف۔

فائدہ: آیات پر وقف کرنا زیادہ ادب اور مستحسن ہے، اور اس کے بعد جہاں دکھی ہو، اور
 اس کے بعد جہاں دکھی ہو، اور اس کے بعد جہاں ح دکھی ہو، اس کے بعد جہاں ر دکھی
 ہو۔ اولیٰ پر بحر اولیٰ کو ترجیح نہ دینا چاہیے، یعنی آیت کو چھوڑ کر غیر آیت پر وقف کرنا یا (م) کی

اس ہے کہ سکون اصلی رائج، وہ اشمام ہے، لفظ اُفَا میں (ر) کا ذرہ اور عَلَیْکُمْ کی مہم کا پیش پر حرکت
 عارضی اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے۔

جگہ حاصل کر کے (جنگ) وغیرہ پر وقف کرنا، بلکہ ایسا عذر نہ کہے کہ جب سائنس توڑے تو آیت پر یا (عاصہ) پر بعض کے نزدیک جس آیت کو بعد سے تعلق فطری ہو وہاں پر اصل وہی ہے نفس سے۔ دراصل کسی جگہ صرف وقف یا وقف کی جگہ صرف اصل کرنے سے معنی نہیں بدلتے اور مستثنیٰ کے نزدیک یہ نہ گناہ ہے نہ کفر ہے البتہ قواعد عرفیہ کے خلاف ہے نہ ہر اجتماع کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ ایسا معنی غیر برابر لازم نہ آئے۔ ایسا ہی امادہ میں بھی لحاظ رکھنا چاہیے، بعض جگہ امادہ نہایت قبیح ہوتا ہے جیسا کہ وقف نہیں حسن نہیں فقیہ حسن قبیح نہیں کہتا ہوتا ہے، یہاں ہی امادہ نہیں چاہیہا کہ قسم دہوتا ہے۔ تو یہاں سے امادہ حسن یا حسن ہو رہا ہے۔ کرنا چاہیے وہ نہ امادہ قبیح سے ابتداء بہتر ہے، مثلاً: **قَالُوا اِنَّ الْمَثَاقِفَ** سے امادہ حسن ہے اور **اِنَّ اللّٰهَ** سے قبیح ہے۔

فائدہ: تمام اوقاف پر سائنس توڑنی باوجود ہم ہوئے کے کرنا چاہیے۔ قاری کی مثال مثل مسافر اور اوقاف کو مثل منازل کے سمجھتے ہیں، تو جب ہر منزل پر بدلتی رات ٹھہرنا ٹھہروں اور وقت و خد کھ کرنا ہے تو ایسا ہی ہر جگہ وقف کرنا فعل میث سے، جتنی یہ وقف کرنا کا اتنی دیر میں ایک وقف نہ جائیں گے۔ البتہ لازم مطلق پر اور ایسا ہی جس آیت کو بعد سے تعلق فطری نہ ہو ایسی جگہ وقف کرنا ضروری اور مستحسن ہے۔ اور کل کو بعض سائنس کرنا یا درجہ احکام وقف کے میں ان کو نہ کرنا یا سائنس توڑنے، اس کو وقف نہیں کہتے یہ سخت غلطی ہے۔

فائدہ: کلمات میں **تعلق** اور **مکتبہ** نہ ہونا چاہیے **نفس** **ملکون** پر، البتہ یہاں روایت ثابت ہوا ہے کہ **ملکون** تو بدلتی ہوئی عذر نہ رہتی ہے کہ کو اس کے خلاف کرنا چاہیے۔ تو غلط ہے، اصل مامست ہے، یہاں پر اس سے موافقہ نہیں ہے۔

یعنی وقف لازم دیا وقف مطلق نہ ہو۔

پہلے مصلیٰ سے تعلق ہوا کہ میں بدلتی ہے درخت آخر میں ہو جاتا ہے، یہی کیفیت اس میں کو فرق نہیں، اور وہاں میں بدلتی ہو جاتی ہے اور سائنس وہاں میں بدلتی ہے، مابقی صرف اطلاق اور عمل کا فرق ہے۔

ہے وہاں سکتہ کرنا چاہیے، اور یہ چار جگہ ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا چکا ہے۔ اذیت پر سکتہ کرنے تو کچھ مفاد نقد نہیں ہے۔ اور عوام میں جو مشہور ہے کہ سورۃ فتح میں سات جگہ سکتہ کرنا نہایت ضروری ہے، اگر سکتہ نہ کیا جائے تو شیطان کا نام ہو جائے گا، یہ سخت غلطی ہے۔ وہ سات جگہ یہ ہیں۔ ذیل، ہرب، کجوا، کجغ، کجس، تغل، بعل، اگر ایسا ہی کسی کلمہ کا ہوں کسی کلمہ کا آخر کا کرکھاتے کڑے سے جائیں تو اور بھی بہت سے سکتے نکلیں گے، جیسے سورۃ مائے علی قاری، بدستے میں شرح مقدمہ جزویہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”وَمَا أَتَاهُمْ غَنَىٰ لَّنْ يَغْضِبُ الْغَفْلَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي سُورَةِ الْفَاتِحَةِ لِلشَّيْطَانِ كَذَا مِنَ الْأَسْمَاءِ فِي مَثَلِ هَذِهِ الْمَثَلِ كَتَبَ مِنَ الْبَاءِ فَغَضَّ فَاجْتَنِبْ وَأَطْلِقْ فَيَبْعُ نَمِ نَكْتَهُمْ عَلَى نَعْمِ ذَالِ الْخَمْدِ، وَتَخَافُ إِثْلَهُ، وَالْفَاتِحَةُ غَنَطٌ ضَرِيحٌ“

فائدہ: کتابیں میں جو تون مراکن ہے یہ تون تون کا ہے اور مرسوم ہے۔ اس لفظ کے سورۃ صحیفہ عثمانی میں کہیں تون نہیں لکھی جاتی۔ اور قاعدے سے یہاں تون وقف کی حالت میں حذف ہونا چاہیے مگر چونکہ وقف باقی رسم خدا کے ہوتا ہے اور یہاں تون مرسوم ہے، اس وجہ سے وقف میں ثابت رہے گی۔

فائدہ: آخر کلمہ کا حرف ملت جب غیر مرسوم ہو تو وقف میں بھی محذوف ہوگا اور دوم مرسوم ہوگا وہ وقف میں بھی ثابت ہوگا، ثابت فی الزمیر کی مثال، وَأَقْبِمُوا الصُّوفَ، فَخَبِهَا، لَا تُهْزِ، لَا تُنْقِصِ الْخَرْثَ، اور محذوف فی الزمیر کی مثال: فَخَازِ هَبْلُونَ، وَتُصَوِّفُ يَوْمَ تَلْتَلِ، سورۃ نساء میں، أُنْجِ الْيَوْمَ مَنِينِ، سورۃ یوسف میں، مَنَابِ، عَقَابِ، سورۃ زمر میں۔

ب: سورۃ مائے علی قاری، آئی تون پر جو مشہور ہے کہ قرآن میں سورۃ فاتحہ کے اور محل ان تون کی ضرورت نہیں، عیضات کے ساتھ عام ہیں، پس یہ سخت غلطی اور اطلاق صحیح ہے بحران کا الخمد کی مثال اور ایٹاک کے صحیفہ پر اور اس کی مثال میں سکتہ کرنا مکمل غلطی ہے۔

فصل اول

جو نانا چاہیے کہ قادی مقرر کی گئی وہ اپنے چار علموں کا جانا ضروری ہے۔

(۱) امر تو یہ کہ عقلی حروف کے غبار کی اور اس کی صفات کا جاننا۔

(۲) امر اتنا ہے جتنی اس وقت کو جانتا کہ اس کلمہ پر کس طرح وقت کرنا چاہیے اور کس طرح نہ کرنا چاہیے اور کس مکی کے حجاب سے کتنی مرخص ہے اور کہاں لازم اور کجاہ لازم ہے۔
تجوید کے اٹھ اصول بیان ہو چکے ہیں اور وقاف جو قریب اواسے ہیں مروجہ ہیں تو یہ کہنے
اور جو قریب موقوفی سے ہیں محکمہ طور سے اس نے ہر مذکورہ جہاں ہی اضافی ہیں، بیان کر دیا
اور بالمشقیل میں کرنا۔ اس کتاب میں جو چاہے کی ہر قسم کی مستحضر ہے۔

(۳) امر اتنا ہی اس کا میں جو نانا جزیت ضروری سے عقلی کلمہ کو نہیں ہے اس طرح لکھنا
چاہیے کیونکہ جس قدر مرصع حق لکھ سکتے ہیں انہیں کلمہ ملتا ہے۔ اب اگر ایسے موقع پر جہاں
مطابقت نہیں ہے وہاں لکھنا مطابقت نام کے لکھنے کو تو یہی بھاری غلطی سمجھ کر لی جاتا ہے اور
رحمہم بخیر الخلف کے لکھا جائے کہ اب امر نہ سمجھنا اور نہ اس میں وہاں سے لکھا جائے کہ ہے اور
لا الہ الا اللہ تکشرون۔ لا اڑھبوا۔ لا اڑھبوا۔ لا اڑھبوا۔ ان پر انہوں میں لازم تاکید ہے
ہے اور لکھنے میں لازم الخلف۔ اب یہ ان لکھوں میں مطابقت نام کے لکھنے میں اور نہ ملتی
ہو چاہے کہ امر یہ کہ تو قافی ضروری ہے اس کے خلاف لکھنا چاہیے۔ اس واسطے کہ جناب
مولانا اللہ علیہ السلام میں اس وقت قافی شریف ہر حال میں قافی اس وقت لکھا جائے کہ۔

و انھیں ہر قسم کے پختہ میں شامل ہیں۔

مؤلف نے اس کتاب میں ہر قسم کی غلطی سے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس متفرق طور سے لکھا ہوا تھا، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انھیں ایک جگہ جمع کیا گیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ تصحیف فرمایا اور اسے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشفقہ قرآن شریف لکھا کر جا بجا بھیجے گئے۔ جمعہ اول اور جمعہ دہائی میں اتنا فرق ہے کہ پہلی وندہ میں مع غیر مرتب تھا اور مع ثانی میں سورتوں کی ترتیب کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کام کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ لیکن یہ کتاب الہی تھے اور عرضہ اخیرہ کے مشابہ اور ای طرح سے موافق جناب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تھا دربارہ وجود مبارک کا کام جمیع مع دو طرف کے حافظہ ہونے کے نتیجہ میں یہ اختیار اور اہتمام تھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قسم تھا کہ جو کچھ جسکے پاس قرآن شریف لکھا ہوا ہو وہ لا کر پیش کریں اور کم از کم دو گونہ بھی مانجھ لکھا ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ لکھا گیا ہے اور جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا تھا وہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا یا، بلکہ بعض اہل اہل راسم اس کے مکمل ہیں کہ انہیں عثمانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ام اور اماء سے ثابت ہوئی ہے۔ اس طرح پر یہ قرآن شریف باجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس راسم نامہ پر قید مطاب غیر متفقہ لکھا گیا۔ اس کے بعد قرآن ثانی میں آسانی کی غرض سے عربیہ در نقطے بھی عرواق میں آئینے گئے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ رحمتہ قہنی ہے ورنہ جس طرح انہی نے اس پر اور نقطے آسانی کے لیے کیے ہیں ایسا ہی ہم غیر مطابق کو معذرت کر دیتے۔ اور یہ بات بعد از قیاس ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور جمعہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس غیر مطابق اور زائد کو

اس نے معنی اور اس کے میں لکھی تھیں اور یہ معنی سے حضرت ابو بکر صدیق کے حافظہ پر مشتمل قرآن پاک ہ

دیکھتے اور پھر اس کی اصلاح نہ فرماتے، خاص کر قرآن شریف میں۔ اسی واسطے صحیح خلفاء اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ نے مسند بنی و غیر بنی نے اس رسم کو تسلیم کیا ہے اور اس کے خلاف کو خلاف کی جگہ جائز نہیں رکھا۔ اور بعض اہل کشف نے اس رسم خاص میں بڑے بڑے اسرار بیان کیے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ رسم پہ منزل اور حرف مقطعات اور آیات مظاہرات کے ہے: زَمَّ يَعْلَمُ قَاوِلُهُ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ اَمْنًا بِهٖ مُكَلِّفٌ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔

(۴) علمِ قرأت: یہ وہ علم ہے جس سے اختلاف الفاظِ وحی کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور قرأت دو قسم ہے۔

(۱) وہ قرأت ہے جس کا پڑھنا صحیح ہے اور اس کی قرأت کا اعتقاد کرنا ضروری اور لازمی ہے اور انکار و استہزاء گناہ اور کفر ہے۔ اور یہ وہ قرأت ہے جو قرآنِ عشرہ سے بطریقِ توازن اور شہرت ثابت ہوئی ہے۔

(۲) قرأت ان سے بطریق تواتر اور شہرت ثابت نہیں ہوتی یا ان کے ماسوا سے مروی ہیں وہ سب شاؤہ ہیں، اور شاؤہ کا حکم یہ ہے کہ اس کا پڑھنا قرآنیت کے اعتقاد سے یا اس طرح کہ سامع کو قرآن شریف پڑھے جانے کا وہم ہو، حرام اور ناجائز ہے۔ آج کل یہ جلاہت ہو رہی ہے کہ کوئی قرأت متواترہ پڑھے تو نسخہ اپن کرتے ہیں اور میزعی بانگی قرأت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بعض حفاظ قاری صاحب بنے کے لیے تفسیر وغیرہ دیکھ کر اختلاف قرأت سے پڑھنے لگتے ہیں اور یہ تمیز نہیں ہوتی کہ یہ کنسی قرأت ہے، آیا اس کا پڑھنا صحیح ہے یا نہیں، اور شاؤہ یا متواترہ دونوں دھرات کا حکم مابقی سے معلوم ہو چکا کہ کس درجہ بُرا کرتے ہیں۔

فصل ثانی

قرآن شریف کو الہی اور انعام کے ساتھ پڑھنے میں اختلاف ہے۔ بعض حرام، بعض مکروہ، بعض مباح اور بعض مستحب کہتے ہیں۔

پھر اطلاق اور تحدید میں بھی اختلاف ہے مگر قول محقق اور معتبر یہ ہے کہ ذکرِ قرآن موسیقی کے لحاظ سے قواعد تجوید کے بغیر یا کیں تب تو مکروہ یا حرام ہے ورنہ مباح ہے یا مستحب۔

یہ مطلقاً تحسینِ صوت سے پڑھنا یعنی رعایتِ قواعدِ تجوید کے مستحب اور مستحسن ہے، جیسا کہ اہل عرب عموماً خوش آوازی اور بلا تکلف بلا رنیت قواعدِ موسیقی سے ذرا بھر بھی وقف نہیں ہوتے اور نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھتے ہیں، اور یہ خوش آوازی ان کی طبعی اور جمعی ہے، ان واسطے ہر ایک کا لہجہ الگ الگ اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے، ہر ایک اپنے لہجہ کو ہر وقت پڑھ سکتا ہے، اختلافِ انعام کے کہ ان کے اوقات مقرر ہیں کہ دوسرے وقت میں نہیں جتے اور نہ اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہو گیا، تم اور لہجہ میں کیا فرق ہے؟ طبعی کو اچھے کہتے ہیں بخلاف تم کے۔

اب یہ بھی معلوم رہا ضروری ہے کہ انعام کسے کہتے ہیں؟ وہ یہ ہے کہ تحسینِ صوت کے واسطے جو خاص قواعد مقرر کیے گئے ہیں ان کا عام کر کے پڑھنا یعنی کہیں گھٹا یا کہیں بڑھا، کہیں جلدی کرنا کہیں نہ کرنا، کہیں آواز کو پست کرنا کہیں بلند کرنا، کسی نکل کو جھٹی سے ادا کرنا کسی کو نرمی سے، کہیں رونے کی سی آواز نکالنا، کہیں یکدم کہیں چھو جو جانتا ہے، وہ بیان کرے۔ البتہ جو بڑے اس فن کے ماہر ہیں ان کے قول یہ سنے گئے ہیں کہ اس سے کوئی آواز نہ لی نہیں ہوتی۔ ضرور بالضررہ کوئی نہ کوئی قاعدہ موسیقی کا پیا جائے گا۔ خصوصاً جب انسانِ ذوق و شوق میں کوئی چیز پڑے گا باوجودیکہ وہ چاہو بھی اس فن سے واقف نہ ہو مگر کوئی نہ کوئی نظم سرزد

ہو گا، اسی واسطے بعض جتنا لوگوں نے اس طرح پڑھا، شرعاً کیا ہے کہ تیسین صحت کا خزانہ بھر بھی نام نہ آئے کیونکہ تیسین صحت کو لازم ہے غم، اور میں نے احتیاط ضروری ہے، اور یہی بعض اہل احتیاط، اہل عرب کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ لوگ تو گاکے پڑھتے ہیں، لکن یہ تیسین کسی خزانہ ممنوع نہیں، اور ان سے منکر ہے۔

خلاصہ اور ماحصل ہمارا یہ ہے کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھے اور فی الجملہ خوش آوازی سے پڑھے اور قواعد موسیقہ کا خیال نہ کرے کہ موافق ہے یا مخالف، اور محبت، خوف اور معافی کا خیال کرے، اور معنی اگر نہ جانتا، تو اتنا ہی خیال کافی ہے کہ مالک غفلت عز و جل کے کام کو پڑھا رہا ہوں اور وہ سن رہا ہے اور پڑھنے کے آداب مشہور ہیں۔

تمت بالمعنی

۱۔ قرآن مجید کا ادب، احترام، بہت ضروری ہے۔ اس کی بات چند مسائل اگلے صفحہ میں درج کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من غیب العیب، ومن غم الحزن

قرآن مجید پڑھنے کے آداب

• مسئلہ (۱) پڑھنے والے کو چاہیے کہ پاک و صاف ہو اور بدھوش و غبہ نہ ہو کہ پاک جگہ بیٹھ کر پڑھے۔

• مسئلہ (۲) ہر وضو قرآن مجید کو نہ چھو چاہیے۔

• مسئلہ (۳) قرآن مجید نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

• مسئلہ (۴) قرآن مجید خوش آوازی سے پڑھنا چاہیے

• مسئلہ (۵) قرآن مجید کو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر شروع کرنا چاہیے، لیکن سورہٴ توبہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھنا چاہیے، چاہے شروع قرأت ہو یا درمیان قرأت ہو اور اگر درمیان قرأت میں سورہٴ توبہ شروع کریں تو کسی قسم کا استعاذون کرنا چاہیے۔

• مسئلہ (۶) قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔

• مسئلہ (۷) قرآن مجید سنا سنا کر سننے اور نقل پڑھنے سے افضل ہے۔

• مسئلہ (۸) قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے، جب کہ کسی نمازی یا سرگھٹ یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔

• مسئلہ (۹) قرآن مجید کے پڑھنے میں سماعت، لحاظ اور توجہ سمجھ و فہم کا بہت لحاظ رکھنا چاہیے حتیٰ ال مکان الوقوف میں بھی غلطی نہ ہونا چاہیے۔

• مسئلہ (۱۰) جو شخص غلط قرآن مجید پڑھتا ہو تو غلطی والے پر واجب ہے کہ تارے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو

• مسئلہ (۱۱) قرآن مجید میں سے کچھ میں قرآن مجید نسخ کرنا خلاف ولی ہے۔

مسئلہ (۱۲) قرآن مجید جب ختم ہو تو تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا بہتر ہے۔

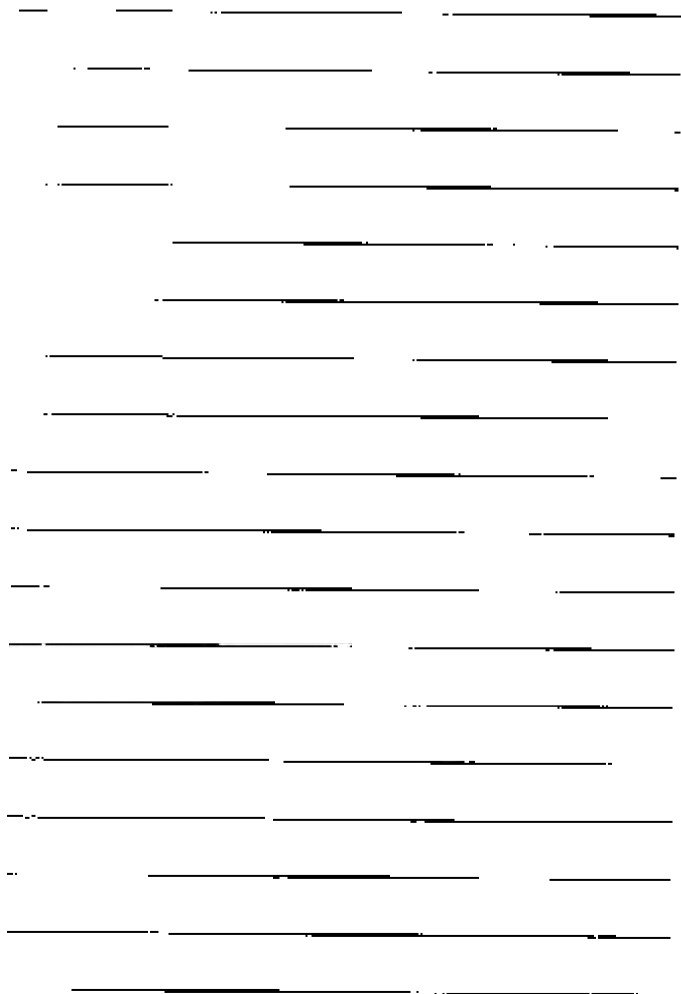
مسئلہ (۱۳) قرآن مجید ختم کر کے دو بار دُشْرُوح کرتے ہوئے مُغْبِحُوحُوْنِ تک پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ (۱۴) قرآن مجید ختم ہونے پر دعا مانگنا چاہیے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

مسئلہ (۱۵) تلاوت کرتے وقت کوئی شخص ”عَلِّمْنِیْ مِثْلًا“ یا ”شَاوْا سَمًا“ یا ”عَالِمٌ دِیْنًا“ یا ”اِسْتَاذِیْ اَوَّلًا“ جیسے تو تلاوت کرنے والا اس کی تعلیم کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے۔

مسئلہ (۱۶) غسل خانہ اور موضع نجاست میں قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں۔

پادواشت



Total publication Shortly Post a Affidavit
 attached Your (financial) Yes, and:

ازدواج

[illegible]